لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

رسالہ

بدعت

تالیف

محمد انیس احمد
نقشبندی
مجددی
عفا اللہ عنہ

جل جلاله

الله

صلى الله عليه وسلم

محمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

الحمدللّٰہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی،امابعد،اعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیم،بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم،لقدکان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃلمن کان یرجواللّٰہ والیوم الاخروذکراللّٰہ کثیرا،وفی مقام اخر،قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم ذنوبکم ط واللّٰہ غفوررحیم..

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اوراہل بدعت کی تردیدفرمائی ہے شایدہی کسی اور چیز کی ایسی تردیدفرمائی ہواورحقیقت بھی یہی ہے کیونکہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ اورصحیح نقشہ بدل جا تا ہےاوراصل ونقل اورحق وباطل میں کوئی تمیز باقی نہیں رہتی اورقرآن کریم نے صراحت سے اس امرکو بیان کیا ہے کہ دین کے مٹ جانے کے اصولی دوطریقے ہیں کتمان حق۱اورتلبیس حق وباطل۲اوراسی اختلاط اورتلبیس کی وجوہ سے دین الٰہی لوگوں کی خواہشات اوراہواء کا ایک کھلونا بن کررہ جاتا ہے۔جس کا جی چاہا کسی چیزکواپنی مرضی سے دین بنادیااورجس کی خواہش ہوئی کسی چیزکودین سے خارج کردیا۔خداتعالیٰ کا دین نہ ہوا بچوں کا کھیل ہوا(معاذاللہ تعالیٰ)۔یہ بات بھی ملحوظ خاطررہے کہ کسی امرکے باعث ثواب اور موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف باری تعالیٰ کا کام ہےاوراس کولوگوں تک پہنچانااور بیان کرنا نبی اوررسول کا کام ہے۔اپنی مرضی اورخواہش سے کسی چیزکا کارثواب اورکارعقاب کہنے والا گویا دراصل اپنے لئے منصب الوہیت اوررسالت تجویزکرتا ہے(العیاذباللہ تعالیٰ)

کیونکہ جوشخص ایسا کام کرتا ہے وہ گویاحق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہےاس لئے کہ شریعت حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہےاس میں کمی وبیشی کا کسی کوحق حاصل نہیں۔پس جس نے اس شریعت میں کسی ایسی بات کوشامل کیا جواس دین سے خارج ہےتواس نے اس شریعت کوناکافی سمجھا۔پس اول تو

یہی بہت بڑا جرم ہے کہ حق تعالیٰ کی تجویز کی ہوئی شریعت کو نا کافی سمجھا پھر اور باتیں جو داخل کیں تو ایک نئی شریعت خود گھڑی یہ دوسرا جرم ہوا۔ سو حاصل یہ ہوا کہ بدعتی حق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کی برابری کا مدعی ہے لہٰذا سخت گمراہ ہے اگر چہ بظاہر اپنا مطیع اور فرمانبردار ہونا ظاہر کرتا ہے۔ پھر چونکہ بدعت عبادت کا رنگ لئے ہوئے ہے یعنی بدعت کا مرتکب اس کو عبادت سمجھتا ہے اور ذریعہء قرب خداوندی خیال کرتا ہے اس لئے ایسے شخص کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ توبہ تو گنہگار کیا کرتا ہے اور بدعتی اپنے کو گنہگار نہیں سمجھتا بلکہ وہ اپنے کو تابعدار سمجھتا ہے پھر وہ توبہ کیوں کرے۔ پس یہ گناہ نہایت پیچدار ہے حق تعالیٰ پناہ دے اور سیدھی راہ دکھادے۔ اور گناہوں میں اتنا تو ہے کہ ان کا مرتکب اپنے کو ذلیل اور نافرمان جانتا ہے اور جب اس کو توفیق ہوتی ہے تو فوراً توبہ بھی کر لیتا ہے۔ پس مسلمانوں کو ایسے سخت گناہ سے بہت بڑا پرہیز چاہئے۔ اور اس گناہ کی ظاہری چمک دمک جو عبادات کا رنگ لئے ہے اس کی طرف ہرگز توجہ نہ کریں۔

بعد اس مختصر تمہید اور تعارف کے اپنے موضوع کی طرف لوٹتا ہوں۔ اس مختصر رسالے میں آج کے دور اور آئندہ ادوار کے ایک نہایت ہی اہم سوال کا جواب جامع طور پر دینے کا ارادہ ہے، جس کے لئے اکابرین امت کی راہنمائی لی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل واحسان سے حق کہنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنی عالی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

وہ سوال یہ ہے کہ (بدعت کیا ہے؟)۔ سوال کے جواب کی طرف پیش قدمی میں موضوع کے متعلق احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام آثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور مختلف آئمہ کرام رحمہم اللہ کی تعریفات اور محققین کی تشریحات باب اول میں اہل علم حضرات کے لئے بشکل فصل اول اور عوام کے لئے بدعت کی پہچان کے لئے مفید معلومات فصل دوم کی شکل میں لکھنے کا ارادہ ہے، جبکہ آخر میں باب دوم میں بدعتی کے متعلق ارشادات شامل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین

باب اول

فصل اول

بدعت کی پہچان کے لئے قرآن پاک ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ **لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجو اللّٰہ والیوم الاخر وذکر اللّٰہ کثیرا** (احزاب)

''البتہ تمہارے لئے بھلی ہے چال اور نمونہ رسول اللہ اس کے لئے جو کوئی امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور آخرت کے دن کی''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو بہترین اور اعلیٰ نمونہ قرار دے کر ہم سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ ہم ہر معاملہ میں اور ہر ایک حرکت وسکون میں اور ہر نشست وبرخاست میں اور ہر قسم کی غمی اور خوشی کے معاملات میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں۔

۲۔ **قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم** (آل عمران)

''اے محمد ﷺ! آپ اعلان کردیں کہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے تو میری اتباع اور پیروی کرو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ تعالیٰ اور بخشے گناہ تمہارے''۔

یہ آیت کریمہ اس امر کی صاف اور واضح دلیل ہے کہ اگر آج کسی جماعت یا شخص کو اپنے مالک حقیقی کی محبت کا دعویٰ ہے تو لازم ہے کہ اس کو جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لینا چاہئے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہوجائے گا۔

آپ ﷺ کے اس بہترین اسوہ اور ہدیٰ وسیرت کی اتباع کا نام سنت اور خلاف ورزی کا نام بدعت ہے۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ (المتوفی ۷۸ھ) روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ

جمعہ کے خطبہ میں جبکہ ہزاروں کا مجمع سامنے ہوتا تھا پرزور اور بلند آواز سے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ

۳۔ امابعدفان خیرالحدیث کتاب اللّٰہ وخیرالھدی ھدی محمدصلی اللّٰہ علیہ وسلم وشرالامور محدثاتھاوکل بدعۃضلالۃ (مسلم ج۱ص۲۸۵ومشکوۃ ج۱ص ۲۷)

''امابعد! بہترین بیان اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے بہترین نمونہ اور سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے، اور وہ کام برے ہیں جو نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنی ہدیٰ اور سیرت کا بدعت سے تقابل کر کے یہ بات واضح کردی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہوگا اور ہر بدعت گمراہی ہے (ہر بدعت کے گمراہی ہونے کی تفصیل انشاء اللہ آگے آرہی ہے)۔امام نسائیؒ (المتوفی ۳۰۳ھ) کی اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وکل ضلالۃفی النار (نسائی ج۱ص۱۷۹)

''اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت کرتی ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

۴۔ من احدث فی امرناھذامالیس منہ فھورد (بخاری ج۱ص۳۷۱واللفظ لہ، مسلم ج۲ص۷۷، ابوداوٗد ج۲ص۲۷۹، ابن ماجہ ص۳ومسند احمد ج۶ص۷۳وج۶ص۱۴۰)

''جس کسی نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی''۔

علامہ حافظ ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ اسی حدیث کے بعض الفاظ میں فی امرناھذا کی جگہ صریح طور پر دین کا لفظ آیا ہے۔

وفی بعض الفاظہ من احدث فی دینناما لیس منہ فھورد (جامع العلوم والحکم طبع مصر ص۴۲)

''اور اس حدیث کے بعض الفاظ میں فی دیننا کے الفاظ آئے ہیں یعنی جس نے

ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی تو وہ مردود ہوگی''۔

ان آیات واحادیث کی مدد سے انشاءاللہ بدعت کے مفہوم کو سمجھنا بہت آسان ہے جس کی تشریح انشاءاللہ آگے آرہی ہے مگر اس سے پہلے یہ کہ حضرات صحابہ کرامؓ، تابعین حضراتؒ، آئمہ عظامؒ اور لغت میں بدعت کے لفظی، لغوی اور شرعی واصطلاحی معنی کیا ہیں؟ اور یہ حضرات بدعت کس کو کہتے ہیں؟

چنانچہ حبر امت ترجمان القرآن حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) آیت **فلا تقعدوا معهم، الاية** کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

۵۔ **دخل فی هذه الاية كل محدث فی الدين و كل مبتدع الی يوم القيمة** (خازن ج ۱ ص ۵۰۹ ومعالم برخازن ج ۱ ص ۵۰۹)

''اس آیت میں ہر وہ بدعت جو دین میں نکالی جائے اور تمام بدعتی جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے داخل ہیں''۔

مشہور امام ابوالفتح ناصرؒ بن عبدالسید المطرازی الحنفیؒ (المتوفی ۶۱۶ھ) لکھتے ہیں کہ۔

۶۔ **البدعة اسم من ابتداع الامر اذا ابتداه واحدثه كالرفعة اسم من الارتفاع والخلفة اسم من الاختلاف ثم غلب علی ماهو زيادة فی الدين او نقصان منه** (مغرب ج ۱ ص ۳۰)

''بدعت ابتداع کا اسم ہے جس کا معنی یہ ہے کہ کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے رفعت ارتفاع کا اور خلفت اختلاف کا اسم ہے، لیکن پھر بدعت کا لفظ ایسی چیز پر غالب آگیا جو دین میں زیادہ یا کم کردی جائے''۔

علامہ مجدالدین فیروزآبادیؒ (المتوفی ۸۱۶ھ) لکھتے ہیں۔

۷۔ **بدعت بالكسر الحدث فی الدين بعد الاكمال او ماستحدث بعد النبی صلی الله عليه وسلم من الاهواء والاعمال** (قاموس ج ۳ ص ۴)

''بدعت (کسرۂ باء کے ساتھ) ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو تکمیل دین کے بعد نکالی گئی ہو،

یاوہ چیز جوآنحضرتﷺ کے بعدخواہشات اوراعمال کی شکل میں ظہور پذیرہوئی ہو''۔

امام راغب اصفہانیؒ (المتوفی ۵۰۳ھ) لکھتے ہیں۔

۸۔ والبدعۃفی المذھب ایرادقول لم یستن قائلھااو فاعلھافیہ بصاحب الشریعۃواماثلھاالمتقدمۃواصولھاالمتقنۃ(مفردات قرآن ص ۳۷)

''مذہب میں بدعت کااطلاق ایسے قول پرہوتاہے جس کا قائل یافاعل صاحب شریعت کےنقش قدم پرنہ چلاہواورشریعت کی سابق مثالوں اوراس کےمحکم اصولوں پروہ گامزن نہ ہواہو''۔

امام محمدؒ بن ابی بکر بن عبدالقادرالرازیؒ لکھتے ہیں کہ

۹۔ والبدعۃ،الحدث فی الدین بعدالاکمال (مختارالصحاح ص ۲۸۰)

''بدعت،اکمال دین کےبعداس میں احداث کانام ہے''۔

علامہ ابوالفضل محمدؒ بن عمرالجمال القرشیؒ لکھتے ہیں۔

۱۰۔ ''بدعت نوبیروں آوردن رسمے دردین بعداکمال دین''۔(صراح ج۲ص ۳۰۱)

حافظ بدرالدین عینی الحنفیؒ (المتوفی ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں کہ

۱۱۔ والبدعۃفی الاصل احداث امرلم یکن فی زمن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (عمدۃالقاری ج۵ص ۳۵۲)

''بدعت اصل میں ایسی نوایجادچیزکوکہتے ہیں جوآنحضرتﷺ کےزمانہ میں نہ تھی''۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ

۱۲۔ والبدعۃاصلھامااحدث علی غیرمثال سابق وتطلق فی الشرع فی مقابل السنۃفتکون مذمومۃ(فتح الباری ج۴ص ۲۱۹)

''بدعت اصل میں اس چیزکوکہاجاتاہے جوبغیرکسی سابق مثال اورنمونہ کےایجادکی گئی ہواورشریعت میں بدعت کااطلاق سنت کےمقابلہ میں ہوتاہےلہٰذاوہ مذموم ہی ہوگی''۔

علامہ مرتضٰی الزبیدی الحنفیؒ (المتوفی ۱۲۰۵ھ) لکھتے ہیں۔

۱۳۔ کل محدثۃبدعۃانمایریدماخالف اصول الشریعۃولم یوافق السنۃ (تاج العروس ج۵ص۲۷۱)

''کل محدثۃبدعۃ (کی حدیث) کا معنی یہ ہے کہ جو چیز اصول شریعت کے خلاف ہواور سنت کے موافق نہ ہو''۔

حافظ ابن رجبؒ لکھتے ہیں کہ

۱۴۔ والمرادبالبدعۃمااحدث ممالااصل لہ فی الشریعۃیدل علیہ واماما کان لہ اصل من الشرع یدل علیہ فلیس ببدعۃشرعاوان کان بدعۃلغۃ (جامع العلوم والحکم ص۱۹۳)

''بدعت سے مراد وہ چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے اور بہر حال وہ چیز جس کی شریعت میں کوئی اصل ہو جو اس پر دال ہے تو وہ شرعاً بدعت نہیں ہے اگر چہ لغۃً بدعت ہوگی''۔

۱۵۔ اور بعینہٖ ان الفاظ سے بدعت کی تعریف علامہ معین بن صفیؒ (المتوفی۸۸۹ھ) نے شرح اربعین نوویؒ میں کی ہے (الجُنہ ص۱۵۹)

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ

۱۶۔ ''بدیع السموات کا یہ معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے بغیر کسی سابق مثال اور نمونہ کے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے اور بدعت کی دو قسمیں ہیں، ا۔ بدعت شرعی جس کے متعلق جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کل محدثۃبدعۃوکل بدعۃضلالۃ۔ کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ۲۔ کبھی بدعت لغوی ہوتی ہے''۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ

وکذلک کل محدث قولااوفعلالم یتقدم فیہ متقدم فان العرب تسمیہ مبتدعا (تفسیر ج۱ص۱۶۱)

''اوراسی طرح ہروہ قول یافعل جس کو پہلے کسی نے نہ کیا ہو،اہل عرب ایسے کام کو بدعت کہتے ہیں''۔

علامہ ابواسحاق غرناطیؒ بدعت شرعی کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ

۱۷۔ طریقةفی الدین مخترعةتضاهی الشریعةیقصدبالسلوک علیها المبالغةفی التعبداللّٰه سبحانه(الاعتصام ج۱ص۳۰)

''وہ دین کے اندرایسااختراع کیاہواطریقہ ہے جوشریعت کے مشابہ ہےاورجس پر عمل پیراہونے سےاللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ قصد کیاجاتاہے''۔

مولوی عبدالسمیع صاحب حضرات فقہاء کرامؒ سے بدعت کامعنی یہ نقل کرتے ہیں کہ علامہ شمنیؒ وغیرہ محققین نے بدعت سیئہ مذمومہ کی تعریف اس طرح فرمائی ہے۔

۱۸۔ مااحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من علم اوعمل اوحال بنوع شبهةواستحسان وجعله دیناقویماوصراطا مستقیما(انوارساطعہ ص۴۶)

''(کہ بدعت وہ چیز ہے)جواس حق کے خلاف ایجادکی گئی ہوجوآنحضرتﷺ سے اخذکیاگیاہویاعمل یاحال اورکسی شبہ کی بناپراس کواچھاسمجھ کردین قویم اورصراط مستقیم بنالیاگیاہو''۔

۱۹۔ بدعت شرعیہ اور بدعت سیئہ کی بعینہ اسی عبارت سے بحرالرائق اوردرمختاروغیرہ فقہ حنفی کی مستنداورمعتبرکتابوں میں تعریف کی گئی ہے۔(دیکھئے الجُنہ ص۱۶۱)

مولاناسخاوت علی صاحب الحنفی جونپوریؒ (المتوفی ۱۲۷۴ھ) لکھتے ہیں۔

۲۰۔ ''بدعت وہ کام خواہ عقیدہ کہ دین کاہواورآخرت کانفع اورضرراس میں سمجھتے ہو،ثابت نہ ہواہو،رسول مقبولﷺ سےاورآپﷺ کے صحابہؓ سے''۔(رسالہ تقویٰ ص۹)

اورنواب قطب الدین خان صاحب دہلوی الحنفیؒ (المتوفی ۱۲۷۹ھ مؤلف مظاہرحق) لکھتے ہیں۔

۲۱۔ ''پس بدعت اورنواحداث دین میں تو ہے،تعزیہ اورمہندی اورچھڑی مداراورسالار

کی الخ''۔(رسالہ گلزار جنت ص۵۹)

حضرت مولانا کریم بخش صاحبؒ(المتوفی ۱۳۶۵ھ) لکھتے ہیں۔

۲۲۔ ''اصطلاح شریعت میں بدعت ہر وہ فعل دین ہے جس کو قرون ثلاثہ کے اہل حق کی اکثریت نے قبول نہ کیا ہو یا ان پاک زمانوں میں اس کو خلاف دین کہا گیا ہو یا خود ان زمانوں کے بعد پیدا ہو جس میں عقیدۃً غیر ضروری کو ضروری سمجھا جائے یا ضروری کو غیر ضروری''۔(حقیقۃ الایمان ص۳۸)

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ لکھتے ہیں کہ

۲۳۔ ''بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب وسنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے''۔(حمائل شریف ص۲۰۷)

حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحبؒ(المتوفی ۱۳۷۲ھ) لکھتے ہیں کہ

۲۴۔ ''بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث شریف میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے زمانہ میں اس کا وجود نہ ہو اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا یا چھوڑا جائے''۔(تعلیم الاسلام حصہ۴ ص۲۷)

حافظ ابن رجب حنبلیؒ لکھتے ہیں کہ

۲۵۔ **کل من احدث فی الدین مالم یاذن به اللّٰه ورسوله فلیس من الدین فی شئی** (جامع العلوم والحکم طبع مصر ص۴۲)

''جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس کا اذن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے نہیں دیا تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

حافظ ابن حجرؒ **فی امر ناھذا** کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

۲۶۔ **والمراد امر الدین** (فتح الباری ج۵ ص۳۲۱)

''**فی امر ناھذا** سے دین کا امر مراد ہے یعنی جس نے دین کے اندر کوئی نئی چیز نکالی تو

وہ مردود ہوگی''۔

علامہ عزیزیؒ لکھتے ہیں کہ

۲۷۔ **من احدث فی امرناھذاای فی دین الاسلام** (السراج المنیر ج۳ص۳۲۰)

''یعنی فی امرناھذا سے دین اسلام مراد ہے''۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوریؒ (المتوفی ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں کہ

۲۸۔ ''فی امرناھذا سے امر دین مراد ہے''۔ (بذل المجہود ج۵ص۱۹۵)

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ (المتوفی ۱۳۶۹ھ) لکھتے ہیں

۲۹۔ **والمرادبالامرالدین کماصرحوابه** (فتح الملہم ج۲ص۴۰۷)

''کہ مراد اس سے امر دین ہے، علماء نے اس کی تصریح کی ہے''۔

حضرت ابن عمرؓ کی ایک بدعتی کو سلام کا جواب نہ دینے کی روایت میں **بلغنی قداحدث** کی شرح کرتے ہوئے علامہ ملا علی القاریؒ لکھتے ہیں کہ۔

۳۰۔ **قداحدث ای ابتدع فی الدین مالیس منه** (مرقات علی المشکوۃ ج۱ص۲۳)

''یعنی اس نے دین میں ایسی چیز نکالی ہے جو دین سے نہیں ہے''۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں کہ

۳۱۔ ''رسیدہ است مرا کہ وے احداث نمودہ پیدا کردہ است در دین چیزے را کہ نمودہ است''۔ (اشعۃ اللمعات ج۱ص۱۰۲)

علامہ سعدالدین تفتازانیؒ (المتوفی ۷۹۲ھ) تحریر فرماتے ہیں

۳۲۔ **ان البدعةالمذمومةهوالمحدث فی الدین من غیران یکون فی عهد الصحابةوالتابعین ولادل علیه دلیل الشرعی** (شرح مقاصد)

''مذموم بدعت وہ ہے جو دین کے اندر ایجاد کی جائے اور وہ حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے عہد میں نہ ہو اور نہ اس پر کوئی شرعی دلیل دلالت کرتی ہو''۔

قطب الاقطاب، بشارت اوَلیاء سابقین، قبلہ ءافرادو اقطاب وابدال واوتاد، محی السنہ، قطب ربانی، عارف رحمانی، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز ایک مقام پر ارقام فرماتے ہیں۔

۳۳۔ ''از حق تعالیٰ تضرع است کہ ہر چہ در دین محدث شدہ است ومبتدع گشتہ کہ در زمان خیر البشر وخلفاء راشدین اونبودہ اگر چہ آں چیز در روشنی مثل فلق صبح بود ایں ضعیف را باجمعے کہ باو مستنداند گرفتار عمل نگردانا دو مفتون حسن آں مبتدع نکناد بحرمۃ سید المرسلین''۔ (مکتوبات حصہ اول ص ۷۲ مکتوب مبارک ۱۸۶)

علامہ عبد العزیز فرہاروی ؒ رد بدعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۳۴۔ **هو كل ما حدث فى الدين بعد زمن الصحابة بلاحجة شرعيه** (براس ص ۲۱)

''بدعت ہر وہ چیز ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ کے زمانہ کے بعد بلا حجت شرعیہ دین میں نکالی جائے''۔

علامہ شاطبیؒ لکھتے ہیں کہ۔

۳۵۔ **اجماع السلف الصالح من الصحابة والتابعين ومن يليهم على ذمها كذلك** (الاعتصام ج ا ص ۱۸۱)

''حضرات صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور تبع تابعینؒ وغیرہم سلف صالحینؒ کا اسی بدعت کی مذمت پر اجماع واتفاق رہا ہے''۔

شیخ الاسلام ابن دقیق العیدؒ (المتوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں۔

۳۶۔ **انا اذا نظرنا الى البدع المتعلقة بامور الدنيا لم تساو البدع المتعلقة بامور الاحكام الفرعية ولعل البدع المتعلقة بامور الدنيا لاتكره اصلا بل كثير منها يجزم فيه بعدم الكراهة واذا نظرنا الى البدع المتعلقة بالاحكام الفرعية لم تكن مساوية للبدع المتعلقة باصول العقائد** (احکام الاحکام ج ا ص ۵۱)

''ہم نے جب ان بدعتوں کو دیکھا جوامور دنیا سے متعلق ہیں تو وہ ان بدعات کے مساوی نظر نہ آئیں جو بدعات فرعی احکام سے متعلق ہیں اور شاید کہ وہ بدعتیں جوامور دنیا سے متعلق ہیں بالکل مکروہ بھی نہ ہوں بلکہ ایسی بہت سی دنیوی بدعات کے متعلق یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ مکروہ بھی نہیں ہیں اور جب ہم نے ان بدعات کو دیکھا جو فرعی احکام سے متعلق ہیں تو وہ ان بدعات کے مساوی نہیں جو بدعات اصول عقائد سے متعلق ہیں''۔

اردو کی مشہور لغت فیروز اللغات میں ہے۔

۳۷۔ ''بدعت: ا۔دین میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکالنا، نیا دستور یا رسم ورواج، ۲۔سختی، ظلم، ۳۔جھگڑا، فساد، شرارت'' (فیروز اللغات ص۱۹۴)

اور مصباح اللغات میں ہے۔

۳۸۔ ''البـــدعة: بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز، دین میں نئی رسم، وہ عقیدہ یا عمل جس کی کوئی اصل قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ ملے'' (مصباح اللغات ص۲۷)

امام نوویؒ بدعت کا لغوی معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ

۳۹۔ **کل شئی عمل علی غیر مثال سبق** (نووی شرح مسلم ج۱ص۲۸۵)

''یعنی ہر وہ چیز جو کسی سابق نمونہ کے بغیر کی جائے''۔

حضرت عائشہؓ کی روایت کی تشریح میں حضرت حکیم الامتؒ لکھتے ہیں کہ۔

۴۰۔ ''حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے جس کا اس دین سے تعلق نہیں تو وہ بات مردود ہے (یعنی اس بات کا کچھ اعتبار نہیں) اور نئی بات سے یہ مراد ہے کہ وہ بات شریعت کی کسی دلیل سے ثابت نہ ہو اور ایسی باتوں کا دین میں داخل کرنا شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے''۔ (بہشتی زیور حصہ ۶ ص۵۱۱)

مولانا یوسف لدھیانویؒ بدعت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ۔

۴۱۔ ''جو کام آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ و تابعینؒ نے نہیں کیا، بلکہ دین کے نام پر بعد میں

ایجاد ہوا، اسے عبادت سمجھ کر کرنا بدعت کہلاتا ہے''۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۴۴)
آگے مزید تشریح میں فرماتے ہیں کہ

۴۲۔ ''بدعت کی تعریف درمختار (مع حاشیہ شامی جلد ۱ صفحہ ۵۶۰ طبع جدید) میں یہ کی گئی۔ **ھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا بمعاندۃ بل بنوع شبھۃ** ۔ترجمہ: ''جو چیز رسول اللہ ﷺ سے معروف ومنقول ہے اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنا ضد وعناد کے ساتھ نہیں بلکہ کسی شبہ کی بناء پر'' اور علامہ شامیؒ نے علامہ شمنیؒ سے اس کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ **ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من علم او عمل او حال بنوع شبھۃ او استحسان وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما** ۔ترجمہ: ''جو علم، عمل یا حال اس حق کے خلاف ایجاد کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، کسی قسم کے شبہ یا استحسان کی بناء پر اور پھر اسی کو دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا جائے وہ بدعت ہے'' خلاصہ یہ کہ دین میں کوئی ایسا نظریہ، طریقہ اور عمل ایجاد کرنا بدعت ہے جو:

الف: طریقۂ نبوی کے خلاف ہو کہ آپ ﷺ سے نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحتاً، نہ دلالۃً، نہ اشارۃً۔۔۔۔۔

ب: جسے اختیار کرنے والا مخالفت نبوی ﷺ کی غرض سے بطور ضد وعناد اختیار نہ کرے، بلکہ بزعم خود ایک اچھی بات اور کار ثواب سمجھ کر اختیار کرے،

ج: وہ چیز کسی دینی مقصد کا ذریعہ ووسیلہ نہ ہو بلکہ خود اسی کو دین کی بات سمجھ کر کیا جائے''۔
(آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱ ص ۴۵)

بدعت کی پہچان اور اس کی حقیقت کے بارے میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں۔

۴۳۔ ''ایک پہچان بدعت کی بتلائے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو بات قرآن وحدیث اور اجماع وقیاس چاروں میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو اور اس کو دین سمجھ کر کیا جائے وہ بدعت ہے، اس کی پہچان کے بعد دیکھ لیجئے کہ ہمارے بھائیوں کے جو اعمال ہیں مثلاً عرس کرنا، فاتحہ دلانا، تخصیص اور تعین کو ضروری سمجھ کر ایصال ثواب کرنا، وغیرہ وغیرہ جتنے اعمال ہیں کسی اصل سے

ثابت نہیں ہیں اور ان کو دین سمجھ کر کیا جاتا ہے، یا نہیں؟ اگرچہ خواص کا عقیدہ ان مسائل میں خراب نہیں، لیکن یہ فقہ حنفیہ کا مسئلہ ہے کہ خواص کے جس مستحسن امر سے جب کہ وہ مطلوب عند الشرع نہ ہو عوام میں خرابی پھیلے تو خواص کو چاہیے کہ اس امر کو ترک کر دیں، ہاں! اگر وہ امر مطلوب عندالشرع ہو اور اس میں کچھ منکرات مل گئے ہوں، تو منکرات کے مٹانے کی کوشش کریں گے اور اس امر کو نہ چھڑائیں گے، مثلاً: اگر جنازہ کے ساتھ منکرات بھی ہوں تو مشایعت (پیچھے چلنا) جنازہ کو ترک نہ کریں گے، کیونکہ مشایعت جنازہ کی مطلوب عندالشرع ہے، پس ایصال ثواب میں دو امر ہیں، ایک تعیین وقت، دوسرا ایصال ثواب، اور ان میں تعیین وقت مطلوب عندالشرع نہیں اگرچہ مباح ہے اور چونکہ تعیین سے عوام میں خرابی پھیلتی ہے، اس لئے ہم تعیین کو ترک کر دیں گے، البتہ اگر ساری امت کا یہ عقیدہ ہو جائے کہ وہ تعیین کو ضروری نہ سمجھے تو ہم خود اس کو بلکہ سب کو تعیین کی اجازت دے دیں گے، لیکن حالات موجودہ میں جب کہ اکثروں کا خیال ہے کہ خاص تاریخوں میں ثواب پہنچانے سے زیادہ مقبولیت ہوتی ہے اور یہ خلاف شریعت ہے، کیسے اجازت دے دی جائے''؟ (اشرف الجواب ص ۹۹)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

۴۴۔ ''بدعت کے بارے میں فرمایا کہ کوئی ظہر کی چار رکعت کے بجائے پانچ رکعت پڑھ لے، تو اس کی وہ چار رکعت بھی نہ ہوگی، حالانکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے کوئی برا کام تو کیا ہی نہیں! نماز ہی پڑھی ہے، بلکہ اور اچھا ہے کہ چار رکعت کے بجائے پانچ پڑھیں، پھر نماز کیوں نہ ہوئی؟ بات یہ ہے کہ اس نے خلاف ضابطہ کام کیا، اس لئے چار رکعت بھی گئی گزری ہوئیں، جیسے لفافہ پر کوئی بجائے ڈاک کے دو پیسہ کے ٹکٹ کے کورٹ فیس کا ٹکٹ آٹھ آنے کا لگا دے تو خط بیرنگ ہو جائے گا، وہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے بجائے دو پیسے کے آٹھ آنے صرف کیے اور پھر بھی بیرنگ ہو گیا! لیکن چونکہ اس نے ٹکٹ کا استعمال بے محل اور خلاف ضابطہ کیا، اس لئے آٹھ آنے کا ٹکٹ ضائع ہو گیا، اسی ٹکٹ کو اپنے موقع پر یعنی عدالت میں لگاتا تو کام کا ہوتا، اسی طرح ان پانچ رکعتوں کو سمجھ لیجئے! مگر ان پانچ رکعتوں کے نہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں کرتا، لیکن اور بدعتوں کو ایسا نہیں سمجھتے، اس

میں شبہ کرتے ہیں کہ صاحب! یہ تو نیک کام ہیں، ان میں کیا برائی ہے''؟ (اشرف الجواب ص ۱۰۱)

مزید فرماتے ہیں کہ۔

۴۵۔ ''بدعت کے قبح کا یہی راز ہے، مگر اس میں غور کیا جائے تو پھر بدعت کے معنی میں تعجب نہ ہو، روزمرہ میں اس کی مثال دیکھئے اگر کوئی صاحب مطبع گورنمنٹ کے قانون کو طبع کرے اور اخیر میں ایک دفعہ کا اضافہ کردے اور وہ ملک وسلطنت کے لئے بھی بے حد مفید ہو تب بھی اس کو جرم سمجھا جائے گا اور یہ شخص مستوجب سزا ہوگا، پس جب قانون دنیا میں ایک دفعہ کا اضافہ جرم ہے تو قانون شریعت میں ایک دفعہ کا اضافہ جس کو اصطلاح شریعت میں بدعت کہتے ہیں کیوں جرم نہ ہوگا؟ تو اگر کوئی اس طرح سے گوشت وغیرہ کو ترک کرے گا تو بلاشبہ جرم ہوگا، لیکن ان حضرات نے ایسا ہی کیا، بلکہ محض علاج کے طور پر ترک کیا ہے، بخلاف اس وقت کے جہلاء کہ وہ اس کو دین اور عبادت اور ذریعہ قرب سمجھ کر کرتے ہیں''۔ (اشرف الجواب ص ۱۰۲ بحوالہ احسان التدبیر ص ۱۲)

بدعت کی خاص پہچان کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ۔

۴۶۔ ''پس جاننا چاہئے کہ بعد خیر القرون کے جو چیزیں ایجاد کی گئی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ کہ ان کا سبب داعی بھی جدیدہ ہے اور وہ موقوف علیہ کسی مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا ہو) کی ہیں کہ بغیر ان کے اس مامور بہ پر عمل نہیں ہوسکتا ہے، جیسے کتاب دینیہ کی تصنیف اور تدوین، مدرسوں اور خانقاہوں کی بناء پر حضور ﷺ کے زمانہ میں ان میں سے کوئی شے نہ تھی اور سبب داعی ان کا جدید ہے اور نیز یہ چیزیں موقوف علیہ ایک مامور بہ کی ہیں، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ سب کو معلوم ہے کہ دین کی حفاظت سب کے ذمہ ضروری ہے، اس کے بعد سمجھئے کہ زمانہ خیریت نشانہ میں دین کی حفاظت کے لئے وسائط محدثہ میں سے کسی شے کی ضرورت نہ تھی، تعلق مع اللہ یا بلفظ آخر نسبت سلسلہ سے بہ برکت حضرت نبوت سب مشرف تھے، قوت حافظہ اس قدر قوی تھی کہ جو کچھ سنتے تھے وہ سب نقش کالحجر ہوجاتا تھا، فہم ایسی عالی پائی تھی کہ اس کی ضرورت ہی نہ تھی کہ سبق کی طرح ان کے سامنے تقریر کریں، ورع (پرہیزگاری) وتدین بھی غالب تھا''۔ (اشرف

الجواب ص۱۰۲)

آگے لکھتے ہیں کہ۔

۴۷۔ ''بعداس زمانہ کے دوسرا زمانہ آیا، غفلتیں بڑھ گئیں قویٰ کمزور ہوگئے ادھر اہل ہوااور عقل پرستوں کا غلبہ ہوا، تدین مغلوب ہونے لگا، پس علماء امت کو قوی اندیشہ دین کے ضائع ہونے کا ہوا، پس ضرورت اس کی واقع ہوئی کہ دین کی تجمیع اجزاء تدوین کی جائے، چنانچہ کتب دینیہ حدیث، اصول حدیث، فقہ، عقائد میں تصنیف ہوئیں اوران کی تدریس کے لئے مدارس تعمیر کئے گئے، اسی طرح نسبت سلسلہ کے اسباب تقویت وابقاء کے لئے بوجہ عام رغبت نہ رہنے کے مشائخ نے خانقاہیں بنائیں اوراس لئے کہ بغیران چیزوں کے دین کی حفاظت کی کوئی صورت نہ تھی، بس یہ چیزیں وہ ہوئیں کہ سبب ان کا جدید ہے کہ وہ سبب خیر القرون میں نہ تھااور موقوف علیہ حفاظت دین مامور بہ کی ہیں، بس یہ اعمال صورۃً بدعت ہیں، لیکن واقعہ میں بدعت نہیں بلکہ حسب قاعدہ ''مقدمۃ الواجب واجب'' واجب ہیں''۔(اشرف الجواب ص۱۰۳)

مزید فرماتے ہیں کہ۔

۴۸۔ ''اوردوسری قسم وہ چیزیں ہیں جن کا سبب قدیم ہے، جیسے مجالس میلا دمروجہ اور تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہا من البدعات کہ اس کا سبب قدیم ہے، مثلاً میلاد کے منعقد کرنے کا سبب فرح علی الولادۃ النبویۃ ہے اور یہ سبب حضورﷺ کے زمانے میں موجود تھا، لیکن حضورﷺ نے یا صحابہؓ نے یہ مجالس منعقد نہیں کی، کیا (نعوذ باللہ) صحابہؓ کافہم یہاں تک نہیں پہنچا؟ اگرسبب اس کا اس وقت نہ ہوتا، تو البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ منشاء ان کا موجود نہ تھا، لیکن جب کہ باعث اور بناء اور مدار موجود تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ نہ حضورﷺ نے کبھی مجلس میلاد منعقد کی اور نہ صحابہؓ نے؟ پس جس شئے کو باوجود اس بناء کی اور مدار کی موجودگی کے حضورﷺ نے کیا نہ صحابہؓ نے، ایسی شئے کا حکم یہ ہے کہ وہ بدعت صورۃً بھی اور معناً بھی اور حدیث **من احدث فی امرناھذامالیس منه فھو رد** (مشکوٰۃ) ''جس نے ہمارے دینی امور میں کوئی نئی چیز پیدا کی جن کا دین سے تعلق نہیں وہ مردود ہے''میں داخل ہوکر واجب الرد ہیں اور پہلی قسم ''مامنہ'' میں داخل ہوکر مقبول ہے۔ یہ قاعدہ

کلیہ ہے بدعت اور سنت کے پہچاننے کا،اس سے تمام تر جزئیات کا حکم مستنبط ہوسکتا ہے اور ان دو قسموں میں ایک اور فرق عجیب ہے کہ پہلی قسم کے تجویز کرنے والے خواص یعنی علماء ہوتے ہیں اور اس میں عوام تصرف نہیں کرتے اور دوسری قسم کے تجویز کرنے والے عوام کالانعام ہوتے ہیں اور وہی اس میں ہمیشہ تصرفات کیا کرتے ہیں، چنانچہ مولود شریف کی مجلس کو ایجاد ایک بادشاہ نے کیا ہے کہ اس کا شمار عوام ہی میں ہے اور عوام ہی اب تک اس میں شرکت بھی کر رہے ہیں''۔(اشرف الجواب ص۱۰۳ بحوالہ السرور ص۲۷)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۴۹۔ ''بدعت کی حقیقت احداث فی الدین ہے، احداث للدین نہیں۔یا بدعت وہ کہ اس کو دین سمجھا جائے اور وہ نہ مامور بہ ہو اور نہ مامور بہ کا وسیلہ۔بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی طرف تقسیم صرف صورت پر بناء کرنے کی وجہ سے ہے۔جس نے صرف صورت کو دیکھا اس لئے تقسیم کر دی۔ اور مامور بہ خواہ کتنا کم درجہ کا کیوں نہ ہو، وہ اس حیثیت سے وسیلہ سے افضل ہے۔مثلاً ادخال رجل الایسر فی الخلاء بناء مدرسہ دیوبند سے اس حیثیت سے افضل ہے کہ مامور بہ ہے مگر ثواب کے لحاظ سے بناء مدرسہ دیوبند ہے، کیونکہ ہزارہا مامور بہ پر عمل اور علم کا ذریعہ ہے''۔ (الکلام الحسن ج۲ص۳۲)

مزید فرماتے ہیں:

۵۰۔ ''دین میں ایجاد کی دو قسمیں ہیں۔ایک احداث فی الدین اور ایک احداث للدین۔ اول بدعت ہے اور دوسری قسم کسی مامور بہ کی تحصیل و تکمیل کی تدبیر ہے خود مقصود بالذات نہیں لہٰذا بدعت نہیں۔سو طریق میں جو چیزیں ہیں یہ سب تدابیر کے درجے میں ہیں۔سو اگر طبیب جسمانی کی تدابیر کو بدعت کہا جائے تو یہ بھی بدعت کہلائی جاسکتی ہیں ورنہ نہیں''۔(انفاس عیسیٰ ج۲ ص۵۷۹،۵۸۰)

فرمایا:

۵۱۔ ''بدعتی وہ ہے جس کے عقیدے میں خرابی ہو اور جس کے صرف عمل میں کوتاہی ہو اس کو

بدعتی نہ کہو‘‘۔(انفاس عیسیٰ ج۲ص۶۲۶)

فرماتے ہیں:

۵۲۔ ’’جیسے عقائد واعمال کی زیادت علی الحدود بدعت ظاہری ہے ایسے ہی احوال کی زیادت بھی بدعت باطنی ہے۔مثلاً غیراختیاری امور کے درپے ہونااور افراط کے ساتھ تمنا کرنا‘‘۔ (کمالات اشرفیہ ص۱۴۱)

استفسار،متعلقہ تحقیق سنت وبدعت، کے جواب میں ارشادفرماتے ہیں کہ:

۵۳۔ ’’قاعدہ کلیہ اس باب میں یہ ہے کہ جو امر کلیاً یا جزئیاً دین میں نہ ہو اس کو کسی شبہ میں جزودین علماً وعملاً بنالینا بوجہ مزاحمت احکام شرعیہ کے بدعت ہے۔دلیل اس کی حدیث صحیح ہے۔ **من احدث فی امرنا ھذاما لیس منه فھو رد** کلمہ من اور فی اس مدعا پردلالت کررہے ہیں اور حقیقی بدعت ہمیشہ سیئہ ہی ہوگی اور بدعت حسنہ صوری بدعت ہے۔حقیقۃً بوجہ کسی کلیہ میں داخل ہونے کے سنت ہے، پس تقسیم بدعت الی الحسنہ والسیئہ کا اثبات اورنفی محض نزاع لفظی ہے کہ اثبات بناء برصورت کے ہے،اورنفی بناء برحقیقت کے۔ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اس قاعدہ کلیہ کے اتقان اورامعان کے بعد سب شبہات مذکورہ سوال دفع ہوگئے۔بدعت کی تعریف بھی حدیث سے معلوم ہوگئی اور حدیث تراویح وحدیث کل بدعۃ میں بھی تعارض نہ رہااور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ صحابہؓ نے محض اس وجہ سے کسی امر کو بدعت نہیں کہا کہ عہد برکت مہد میں نہ تھا، ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اول ایک امر کو بدعت سمجھیں اور پھر بلااس کے کہ اس کا وجود بعینہٖ زمانہ مبارک میں نقل سے ثابت ہو اس کے بدعت ہونے سے رجوع فرمالیں،جیسا مناظرہ متعلقہ جمع قرآن میں واقع ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ بناء کلام تعریف مذکور پر ہے، ظاہر نظر میں ایک امر جزودین نہ معلوم ہوا، انکار کرنے لگے۔بعد غور کے کسی کلیہ شرعیہ میں داخل نظر آیا انکار سے رجوع کرلیا، اوراس سے باقی جزئیات مشتبہ کا حکم بھی معلوم ہوگیا۔جہاں محذورمذکور لازم آوے گا وہ بدعت ہوگا گوظاہراً مستحسن ہو، اور جہاں وہ محذورلازم نہ آوے گا وہ سنت ہوگا، گوصورتاً بدعت ہو‘‘۔(۱۸ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ، امداد ج۴ص۷۶)

یعنی وہ عمل بدعت ہے اور مردود ہے جو دینی امور میں اختراع کیا جائے جبکہ کسی کلیہ شرعیہ میں داخل نہ ہو۔ یہ خطرہ اور صورت جہاں موجود ہوگی وہ بدعت ہوگا اگرچہ ظاہری طور پر اچھا نظر آئے۔

استفسار، متعلقہ حقیقت بدعت، کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۵۴۔ ''**فی الدرالمختار وھی رای البدعة،اعتقادخلاف المعروف عن الرسول لایمعاندةبل بنوع شبهةاہ قلت وماخذہ قوله علیه الصلوۃ والسلام من احدث فی امرناھذامالیس منه فھوردالحدیث کمایظھربالتامل فیه** اس سے تو اس کی تعریف مع الدلیل معلوم ہوگئی پھر اس کی حقیقت ہے ایک صورت اگر حدیث کل بدعۃ ضلالۃ میں بدعت حقیقیہ مراد لی جاوے تو اس کلیہ سے کوئی مستثنیٰ نہیں اور اگر عام لیا جاوے حقیقیہ وصوریہ کو تو بدعت صوریہ غیر حقیقیہ اس عام سے مخصوص ہے''۔(۱۰ شوال ۱۳۲۴ھ، امداد ج ۴ ص ۸۴)

بدعت صوریہ کی وضاحت میں مزید جواب ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۵۵۔ ''جو بعینہ سنت میں وارد نہ ہو، لیکن کسی کلیہ سے مستنبط ہوتی ہو (بعد سطر) سیئہ اور حقیقیہ ایک ہے اور حسنہ اور صوریہ ایک''۔(شوال ۱۳۲۴ھ، امداد ج ۴ ص ۸۵)

یعنی جو بدعت ہوگی وہ ہمیشہ سیئہ ہی ہوگی کیونکہ بدعت ہر حال میں مردود ہے۔ علاوہ ازیں روایات میں بھی حسنہ یا سیئہ کی قید وارد نہیں ہوئی۔ حقیقی اور اصلی بدعت کبھی حسنہ نہیں ہوسکتی، کیونکہ بدعت میں نہ تو حسن ہوسکتا نہ وہ مستحسن ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس میں کوئی نیکی ہوسکتی ہے کیونکہ یہ ہمیشہ سنت کو ختم کرنے والی ہوتی ہے۔ حسنہ کا لفظ جہاں آیا ہے مراد اس سے صرف صوریہ غیر حقیقیہ ہے، یعنی جو بظاہر صورت میں بدعت نظر آئے کہ بعینہ سنت میں وارد نہیں ہوتی مگر کلیہ سے مستنبط ہوتی ہے لہٰذا حقیقت میں یہ بدعت ہوتی ہی نہیں۔ مگر یہاں بھی یہ مقصود بالذات نہیں ہوتی بلکہ مقصود بالعرض ہوتی ہے جس کا داعیہ اب پیدا ہوا ہے۔ یعنی حقیقت کو دیکھیں تو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن اگر صرف صورت کو دیکھیں تو تقسیم ہوسکتی ہے۔

بحوالہ ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' صفحہ ۲۳۷

۵۶۔ ''بدعت لغویہ کی دوقسمیں ہیں:سیئہ اور حسنہ، بدعت لغویہ میں وہ کام بھی شامل کئے جا سکتے ہیں جوآنحضرتﷺ کے وصال کے بعد جاری ہوئے، بدعت شرعیہ،سیئہ ہی ہے،حسنہ نہیں۔ یہ وہ بدعت ہے جوقرون مشہود لہا بالخیر کے بعد جاری ہوئی ہواوراس کا کوئی منشاء صراحۃً، ضمناً، دلالۃً، یا اشارۃً خیرالقرون میں نہ ملتا ہو''۔(اللجنۃ ۱۶۱بحوالہ راہ سنت ۹۹،موافقہ صریح المعقول لابن تیمیہ علیٰ منہاج السنۃ۲ص ۱۲۸بحوالہ راہ سنت ۱۰۰)

یعنی حسنہ اورسیئہ کی تقسیم لغت کے اعتبار سے درست ہوسکتی ہے مگرشرعی اصطلاح میں ہر بدعت سیئہ ہی ہے۔علاوہ ازیں حسنہ اورسیئہ کے متعلق ارشادات پہلے گزر چکے ہیں۔ بدعت، بہرحال بدعت ہے جس کی سنگینی اور گناہ کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بحوالہ ''عقائد اہل السنۃ والجماعۃ'' صفحہ ۲۳۹

۵۷۔ ''بدعت کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں،مثلاً احکام شریعت سے جہالت یاانہیں پس پشت ڈالنا،اتباع خواہشات،تعصب دینی اورتشبہ بالکفار وغیرہ''۔(الاعتصام۲ص۱۵۶، ۱۵۸)

یہ تمام اسباب نقص کے قبیل سے ہیں اورنقص چونکہ گمراہی کی علامت ہے لہٰذا جہنم میں لے جانے والا ہے، جبکہ دین محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام (اسلام) ہر پہلو سے کاملیت کے اعلیٰ ترین مقام پر قائم ہے۔ ہر نقص سے فائق اور ہر کمال سے متصف ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

۵۸۔ ''یعنی جوشخص دین میں نیا طریقہ ایجاد کرلے جورسول اکرمﷺ اورصحابہ کرامؓ کے طریقے سے مختلف ہووہ بدعت ہے''۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۷)

مزید فرماتے ہیں:

۵۹۔ ''عربی زبان میں دولفظ ہیں ایک اتباع اوردوسرا ابتداع۔اتباع کے معنی ہیں کہ اللہ اوراللہ کے رسولﷺ کے حکم کی پیروی کرنا۔اورابتداع کے معنی ہیں دین میں اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد کرکے اس کے پیچھے چل پڑنا۔جب حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بنے توسب سے پہلے جو

خطبہ دیااس میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ انــی متبع ولســت بـمبتـد ع (میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کا متبع ہوں مبتدع نہیں، یعنی کوئی نیا راستہ ایجاد کرنے والا نہیں ہوں)''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۱۱)

فرماتے ہیں:

۶۰۔ ''آج کل ایک سوال بکثرت لوگ پوچھا کرتے ہیں کہ اگر ہر نئی بات گمراہی ہے تو یہ پنکھا اور ٹیوب لائٹ، بس اور موٹر وغیرہ بھی گمراہی ہے، کیونکہ یہ چیزیں بھی حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں نہیں تھیں یہ چیزیں بھی اب پیدا ہوئی ہیں، ان کو بھی بدعت کہنا چاہئے؟ خوب سمجھ لیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے بدعت کو جو ناجائز وحرام قرار دیا ہے یہ وہ بدعت ہے جو دین کے اندر نئی بات نکالی جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ بھی دین کا جزو اور حصہ ہے۔ جیسے یہ کہا جائے کہ ایصال ثواب اسی طرح ہوگا کہ تیجہ دسواں چہلم وغیرہ کرو اور جو اس طریقے سے ایصال ثواب نہ کرے وہ مردود ہے۔ (معاذ اللہ)'' (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۱۸)

فرماتے ہیں:

۶۱۔ ''یاد رکھیں دین کا حصہ بنا کر اور ضروری قرار دے کر جو چیز ایجاد کی جائے وہ بدعت ہے۔ لیکن اگر کسی نے کوئی چیز صرف اپنے استعمال کے لئے دین کا حصہ بنائے بغیر اختیار کر لی جیسے ہوا حاصل کرنے کے لئے پنکھا بنالیا یا روشنی حاصل کرنے کے لئے بجلی استعمال کر لی یا موٹر کار سفر کے لئے استعمال کر لی تو یہ کوئی بدعت نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کے کام میں اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دے رکھی ہے کہ مباحات کے اندر رہتے ہوئے جو چاہو کرو۔ لیکن دین کا حصہ بنا کر کسی غیر مستحب کو مستحب قرار دے کر، کسی غیر سنت کو سنت کہہ کر، غیر واجب کو واجب کہہ کر جب کوئی چیز ایجاد کی جائے گی وہ بدعت اور حرام ہوگی''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۲۰)

فرماتے ہیں کہ:

۶۲۔ ''بعض حضرات جو کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک بدعت حسنہ اور ایک بدعت سیئہ۔ یعنی بعض کام بدعت تو ہیں لیکن اچھے ہیں اور بعض کام ایسے ہیں جو بدعت ہیں

لیکن برے ہیں لہٰذا اگر کوئی اچھا کام شروع کیا جائے تو اس کو بدعت حسنہ کہا جائے گا اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔خوب سمجھ لیں کہ بدعت کوئی اچھی نہیں ہوتی، جتنی بدعتیں ہیں وہ سب سیئہ ہیں کوئی حسنہ نہیں ہے۔ بدعت کے دو معنی ہوتے ہیں ایک لغوی اور دوسرا اصطلاحی، اگر آپ بدعت کے معنی لغت اور ڈکشنری میں دیکھیں تو لغت میں اس کے معنی ہرنئی چیز کے آتے ہیں، یہ پنکھا بجلی ٹرین اور ہوائی جہاز لغت اور ڈکشنری کے اعتبار سے سب بدعت ہیں۔لیکن شریعت کی اصطلاح میں بدعت کے معنی ہرنئی چیز کے نہیں ہیں بلکہ بدعت کے معنی دین میں کوئی ایسا طریقہ نکالنا اور پھر اس طریقے کو مستحب، لازم یا مسنون قرار دینا جس کو نبی کریم ﷺ یا خلفاء راشدین نے مسنون قرار نہیں دیا یہ بدعت کہلائے گا۔اس معنی کے لحاظ سے کوئی بدعت اچھی نہیں ہوتی بلکہ ایسی ہر بدعت سیئہ اور برائی ہے۔یہ بات سمجھنے کی ہے بسا اوقات لوگوں کو اس میں کافی غلطی پیش آتی ہے کہ کچھ چیزیں اللہ تعالیٰ نے مباح قرار دی ہیں یا کچھ چیزیں مسنون، مستحب اور باعث اجروثواب قرار دی ہیں، لیکن ان اجروثواب کی چیزوں میں کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں کیا کہ اس طرح کروگے تو ثواب زیادہ ہے اور اس طرح کروگے تو ثواب کم ہے بلکہ جو طریقہ بھی بجالایا جائے وہ ثواب ہوتا ہے (چند سطور کے بعد) اسی طرح فرض کریں کہ کوئی شخص تیسرے دن گھر میں بیٹھ کر ایصال ثواب کر رہا ہے تو اس میں کوئی بدعت نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔اگر کوئی کہے کہ تیسرا دن خاص طور پر ایصال ثواب کے لئے مقرر ہے اور تیسرے دن میں ایصال ثواب کرنا زیادہ فضیلت کا باعث اور سنت ہے یا یہ کہے کہ اگر کوئی شخص تیسرے دن نہیں کرے گا تو اس کو لعنت و ملامت کا شکار ہونا پڑے گا، اب یہ ایصال ثواب بدعت ہوجائے گا۔اس لئے کہ اس نے اپنی طرف سے اس جائز عمل کو اس دن کے ساتھ لازم اور مسنون قرار دے دیا۔(چند سطور کے بعد) لہٰذا معمولی سے عقیدے اور عمل کے ذرا سے فرق سے ایک چیز جائز، ناجائز اور بدعت بن جاتی ہے۔آپ دیکھیں! جتنی بدعتیں ہیں اکثر و بیشتر وہ اصلاً مباح تھیں اور جائز تھیں۔لیکن جب اس کو اس طرح لازم کرلیا جائے جس طرح فرض اور واجب ہوتے ہیں تو اس سے وہ بدعت بن جاتی ہیں''۔

(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۲۶)

فرماتے ہیں کہ:

۶۳۔ ''حضور اقدس ﷺ کی سیرت طیبہ بیان کرنا یقیناً اجر وفضیلت کا کام ہے، وہ لمحات جن میں حضور اقدس ﷺ کا ذکر کسی بھی حیثیت سے ہو وہ حاصل زندگی ہے۔ قیمتی اوقات تو وہی ہیں جو آپ ﷺ کے ذکر مبارک میں صرف ہو جائیں، لیکن اگر کوئی شخص اس کے لئے خاص طریقہ متعین کرے، خاص دن یا خاص مجلس متعین کرے اور کہے یہی طریقہ اجر وثواب کا باعث اور مسنون عمل ہے تو یہ بدعت ہوگی۔ اس کی آسان سی مثال یوں سمجھ لیں کہ ہمیں نماز میں التحیات کے وقت درود شریف پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور درود شریف پڑھنا حضور اقدس ﷺ نے ہمیں سکھا دیا لہٰذا اس کو پڑھنا جائز اور مسنون ہے، اب اگر کوئی شخص **اللھم صل علی محمد ن النبی الامی و علی آله و صحبه و بارک و سلم** اگر یہ درود پڑھ لے تو بھی جائز ہے اور اس سے بھی درود شریف کی سنت ادا ہو جائے گی۔ لیکن اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں درود شریف نہ پڑھو! فلاں پڑھو! اور یہی سنت ہے، تو اس صورت میں درود شریف پڑھنا جو بڑی فضیلت والا تھا بدعت بن جائے گا۔ لوگوں نے جو بدعت کی قسمیں نکال لی ہیں کہ ایک بدعت حسنہ ہوتی ہے اور ایک بدعت سیئہ ہوتی ہے۔ یاد رکھیں! بدعت کوئی بھی اچھی نہیں ہوتی جو طریقہ نبی کریم سرور دو عالم ﷺ نے اور خلفاء راشدین اور صحابہ کرامؓ نے ضروری قرار نہیں دیا، دنیا کی کوئی طاقت اس کو واجب، سنت یا مستحب قرار نہیں دے سکتی۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو وہ ضلالت اور گمراہی ہوگی اس کا مطلب یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ دین کو اتنا نہیں جانتے تھے جتنا ہم جانتے ہیں''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۳۶)

یعنی جو دین کے کسی مباح عمل کو ضروری (واجب، مستحب) قرار دے وہ بدعتی ہے۔ کیونکہ مباح دین کا حکم نہیں ہوتا بلکہ دین کی اجازت ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ غیر دین ہوتا ہے مگر مخالف دین نہیں ہوتا۔ اور دین بھی نہیں ہوتا۔ جس طرح درود شریف کی مثال اوپر ذکر بھی کی گئی ہے۔ درود شریف پڑھنے کا حکم مباح کا نہیں بلکہ یہ کہ کون سا پڑھنا ہے یہ مباح ہے۔ لہٰذا کسی درود شریف کو شامل کرنا غیر دین کو دین میں لانا نہیں کہلاتا۔ بلکہ یہ کہنا کہ صرف یہی پڑھو چونکہ مباح کو دین میں

شامل کرتا ہے، دوسرے الفاظ میں یہ کہ غیر دین کو دین کا درجہ دیتا ہے یعنی اس پر دین کا حکم ثابت کرتا ہے لہٰذا بدعت ہے۔

علاوہ ازیں بدعت کو علماً اور عملاً دونوں طرح دیکھا جاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اعتقادی اور فعلی بدعت کے لحاظ سے دیکھنا ہے۔ اصل بدعت علمی یعنی اعتقادی ہے۔ صرف عملی و فعلی خرابی کو بدعت نہیں کہہ سکتے۔ اس تفصیل سے بعض اہل حق حضرات کی پابندیٔ اعمال دیکھ کر پیدا ہونے والا شبہ دور ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ تمام احکامات شریعت کو اپنے درجے پر رکھا جائے یعنی فرض کو فرض درجے میں، واجب کو واجب میں، سنت کو سنت میں، اسی طرح مستحب، مباح، مکروہ، حرام وغیرہ۔ جو کسی حکم کو اس کے درجے سے کم کرے اس کے احکامات علیحدہ علیحدہ کتب فقہ میں موجود ہیں، اور جو بڑھائے اپنے درجے سے کسی حکم کو وہ متشدد ہے، اسے بدعتی ثابت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن کسی حکم کی فضیلت اس سے علیحدہ بات ہے کہ برابر درجے میں حالات وواقعات اور قرائن سے شریعت کے مطابق اخذ کی جاتی ہے جہاں درجات بھی اس اثر میں آجاتے ہیں۔ ہاں مباح عمل میں ذوق کو دخل ہے لیکن اس حد تک کہ حکم دین اس پر جاری نہ کرے۔ ایک امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے عوام اکثر خواص کے فہم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خرابی میں پڑتی ہے جس کے مناسب احکامات کتب فقہ واصول میں موجود ہیں۔

مندرجہ بالا تریسٹھ (٦٣) حوالہ جات سے الحمدللہ پڑھنے والے کے ذہن میں اس سوال کہ ''بدعت کیا ہے؟'' کے جواب کا اجمالی اور تفصیلی خاکہ مکمل ہو جاتا ہے۔ بدعت کبیرہ گناہوں میں سے ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کے متعلق انتہائی سخت وعیدیں خود نبی جی ﷺ کی زبان مبارک اور اکابرین امت علماء واؤلیاء سے منقول ہیں۔ بدعتی اصل میں شریعت مطہرہ کے مقابلہ میں خود ساختہ شریعت پیش کرتا ہے یعنی در پردہ نبوت کا داعی ہوتا ہے۔ یہیں سے اس کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مگر چونکہ شریعت (خود ساختہ) کا رنگ لئے ہوئے ہوتا ہے لہٰذا عوام کالانعام بہت جلد قبول کرتی ہے۔ چونکہ یہ ایک پوشیدہ گناہ ہے اس لئے تمام تر سنگینی کے باوجود اس کی طرف انتہائی کم توجہ دی جاتی ہے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام وخواص میں اس

ابہام کو دور کیا جائے کہ بدعت کیا ہے؟ اور کیا بدعت ہے؟ اسی ذہنی مشکل کے حل کے لئے اوپر دی گئیں تعریفات وتشریحات کی وضاحت درج کی جاتی ہے تا کہ تمام تر انتشار کا حل ایک ہی جگہ مل سکے۔

بدعت وہ چیز ہے کہ:

۱۔ نئی ایجاد کی جائے (جو حوالہ ۴ والی حدیث سے ثابت ہے) یعنی طریقۂ نبویؐ میں پہلے سے نہ ہو کہ آپ ﷺ سے نہ قولاً ثابت ہو، نہ فعلاً، نہ صراحتاً، نہ دلالۃً، نہ اشارۃً۔۔۔ جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ دلیل شریعت سے ثابت نہ ہو یا جس کی کوئی اصل دین میں نہ ہو یا کتاب وسنت اور صحابہؓ سے ثابت نہ ہو یا قرون ثلاثہ کے اہل حق کی اکثریت سے ثابت نہ ہو یا تکمیل دین کے بعد پیدا ہوئی ہو یا سنت کے مقابل ہو۔

۲۔ جو مخالفت نبوی ﷺ کے ارادے سے نہیں بلکہ بزعم خود ثواب کی نیت سے اختیار کیا جائے (**فی امرنا** اور **فی دیننا** کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ دین میں تبدیلی یا کمی بیشی مذموم ہے، نہ کہ امور دنیا میں) اور عقلاً بھی ثابت ہے کہ گناہ، تبدیلیٔ دین میں ہے، نہ کہ امور دنیا میں۔ جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ بدعت شریعت کے مشابہ ہوتی ہے اور ارادہ عبادت وثواب میں مبالغے کا ہوتا ہے۔

۳۔ وہ چیز کسی مامور بہ (دینی کام یا مقصد) کا ذریعہ ووسیلہ نہ ہو بلکہ خود اسی کو دین سمجھ کر کیا جائے (**فی دیننا** میں **فی الدین** کا مفہوم یہی ہے لہٰذا جو چیز **فی الدین** تبدیل، کم یا زیادہ کی جائے مذموم ہوگی، اور اگر وہ **للدین** ہو یعنی موقوف علیہ کسی مامور بہ کی ہو تو (سبب داعی جدید ہونے کی صورت میں) مذموم نہ ہوگی، کیونکہ الفاظ **فی امرنا** اور **فی دیننا** ہیں، **لامرنا** اور **لدیننا** نہیں ہیں)۔ جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ اگر وہ کسی کلیہ شرعیہ میں داخل ہو تو بدعت نہیں ہوگی۔ اور اگر داخل نہ ہو تو بدعت ہوگی۔ اور ہر عمل کے **للدین** کا مقصود یعنی سبب داعی واضح ہوتا ہے، حجاب ڈالنے سے چھپتا نہیں بلکہ ساتھ جھوٹ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس مقصود اور وجہ کو معلوم کرنے کے لئے اس عمل کی ابتداء، نیت اور اس پر مرتب ہونے والے اثرات کو دیکھا جا

سکتا ہے۔

۴۔ سبب داعی اس کا قدیم ہو۔تفصیل جس کی انشاء اللہ آئندہ مثال سے واضح ہو جائے گی (کیونکہ فی دیننا اور فی امرنا کے الفاظ میں لطیف اشارہ اس طرف ہے کہ جس نے ہمارے (زمانے کے) دین وامر میں نئی ایجاد کی وہ رد ہے برعکس اس کے کہ وہ اسباب جو ہمارے زمانے میں پیش ہی نہیں آئے لہٰذا وہ اسباب جدیدہ ہوں گے (جن کا حکم علیحدہ ہے)اس طرح وہ اس میں داخل نہیں)۔ جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ سبب داعی قدیم ہو توفی الدین اور للدین دونوں چیزیں بدعت ہوں گی۔

اسباب جدیدہ چونکہ فی دیننا میں شامل نہیں ہوتے لہٰذا ان پرفی الدین کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا ما لیس منہ کی بجائے ما منہ میں داخل ہو کر رد کی بجائے موقوف علیہ کسی ما مور بہ ہونے کی وجہ سے مقبول ہیں۔لیکن اگر کوئی شخص اس چیز کو جو سبب داعی جدید اور موقوف علیہ کسی ما مور بہ کے ہونے کی وجہ سے وجود میں آئی ہے کو فی الدین میں داخل کرتا ہے تو پہلی بات یہ کہ جیسے پہلے بیان ہو چکا کہ چونکہ یہ فی دیننا میں داخل نہیں ہوتی لہٰذا اس پر فی الدین کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا لیکن اگر کوئی شخص پھر بھی ڈھٹائی سے (حالانکہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں) شامل کرتا ہے تو وہ بدعت ہو گی۔

اور جن کا سبب داعی جدید ہے اور وہ موقوف علیہ نہیں ہیں کسی ما مور بہ کی وہ نہ فی الدین میں داخل ہیں نہ للدین میں۔لہٰذا وہ بدعات نہ ہوں گی۔اور اس معاملے کو ہر عامی سے عامی بھی جانتا ہے،اس کے باوجود اگر وہ اس (سبب داعی جدید اور موقوف علیہ کسی ما مور بہ کے نہ ہونے) کو فی الدین میں داخل کرے تو علماء کے بجائے عوام بھی بدعت کا فتویٰ لگائے گی (یعنی وہ بدعت ہوگی)اور اگر اسے للدین میں شامل کرے تو وہ بدعت نہ ہو گی۔

نوٹ:

مسائل تصوف کو نا سمجھنے کی وجہ سے غلط کہنا یا غلط کو صحیح کہنا جائز نہیں لہٰذا ان کو علیحدہ رکھا جائے۔ہر شیخ ، ہر سلسلہ حتیٰ کہ ہر مرید کے لئے علیحدہ طریقہ واحکامات ہیں۔اوٗلیاء اللہ حق ہیں اور

حق پر ہیں۔ہم مامور ہیں شریعت کے۔لہٰذا اَولیاء اللہ کے ان اعمال پر جوظاہری طور پر خلاف شرع ہوں یا بدعات معلوم ہوں عمل کرنا درست نہیں، ہاں! ان کو غلبہ حال یا کسی اور وجہ سے معذور سمجھیں گے۔یہ سمجھنے والے کی فہم کا معاملہ ہے حالانکہ شریعت وطریقت ایک ہی چیز اور لازم و ملزوم ہیں جو خیر القرون کے زمانے سے ظاہر ہے۔وہ جسے حکم دیں وہ بہتر سمجھتے ہیں۔ہم شریعت مطہرہ کے مامور ہیں۔علماء حق کے پوچھے بغیر کوئی کام اپنی مرضی سے (خلاف سنت کرنا) اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے والی بات ہے۔

مختصراً:

مندرجہ ذیل چار چیزیں دیکھو جن کے احکامات اوپر بیان کردیئے گئے ہیں۔

۱۔ نئی ہے یا نہیں؟

۲۔ دینی امور میں ہے یا دنیاوی امور میں؟

۳۔ بذات خود ہے یا کسی اور دینی کام کے لئے؟ (یعنی فی الدین ہے یا للدین؟)

۴۔ سبب داعی قدیم ہے یا جدید؟

اس چار نکاتی کلیہ سے ہر عمل کے بارے میں بآسانی فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

آیئے اب موجودہ زمانے اور سابقہ زمانے کی چند مثالوں کے بارے میں اس کلیہ کی روشنی میں نتیجہ نکالتے ہیں۔

مثال ا:

یہ مدارس، خانقاہیں، سلسلے، ضربیں اور کتب دینیہ نبی جیﷺ کے زمانہ مبارک میں نہ تھیں تو کیا یہ بدعت ہیں؟

۱۔ کیا یہ نئی ہیں یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ نئی ہیں۔

۲۔ دینی امور میں ہیں یا دنیاوی امور میں؟ جواب یہ ہے کہ دینی امور میں ہیں۔

۳۔ فی الدین ہیں یا للدین؟ جواب یہ ہے کہ للدین ہیں۔

۴۔ سبب داعی قدیم ہے یا جدید؟ جواب یہ ہے کہ جدید ہے۔

نتیجہ:		سبب داعی جدید ہے یعنی تدین کم ہونے لگا، حافظے وقویٰ کمزور ہوگئے، لوگوں میں طلب ومحنت کم ہوگئی، اہواء ونفس پرستی غالب ہونے لگی تو خطرہ تھا دین کے بڑے حصہ کے مٹنے کا اور چونکہ دین کی نشر واشاعت وبقاء وتبلیغ خود مامور بہ ہیں لہٰذا ان کے قیام کے علاوہ کوئی صورت نہ تھی۔ اور یہ لــلـــدیـــن ہیں کیونکہ خود مقصود نہیں ہیں اور سبب داعی بھی جدید ہے لہٰذا مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز بھی بدعت نہیں ہے۔

مثال۲:

ربیع الاول میں مولود شریف کی تاریخ کو میلا د مروجہ منانا اور جشن کرنا، کیا یہ بدعت ہے؟

۱۔	کیا یہ نیا ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ نیا ہے۔

۲۔	دینی امور میں ہے یا دنیاوی امور میں؟ جواب یہ ہے کہ دینی امور میں۔

۳۔	فی الدین ہے یا للدین؟ جواب یہ ہے کہ فی الدین ۔(کچھ لوگ اپنے خیال میں للدین بھی سمجھتے ہیں)۔

۴۔	سبب داعی قدیم ہے یا جدید؟ جواب یہ ہے کہ قدیم ہے۔

نتیجہ:		سبب اس کا نبی جیﷺ کی ولادت باسعادت کی تاریخ پر خوشی کرنا ہے اور اپنی محبت کا اظہار کرنا ہے۔ چونکہ یہ سبب صحابہ کرامؓ، تابعینؒ وتبع تابعینؒ اور خود نبی جیﷺ کے زمانہ مبارک میں موجود تھا لہٰذا قدیم ہے۔ اور چونکہ خود مقصود ہے لہٰذا فی الدین ہے، اور میلا د مروجہ دینی امور میں ایک نئی چیز ہے لہٰذا بدعت ہے۔ اور جو لوگ اسے لـلـدیـن ثابت کرتے ہیں کہ معاشرے اور آئندہ نسلوں کو نبی جیﷺ کی شان وتعلیمات کی اہمیت سے روشناس کرانا مقصود ہے جو خود مقصود ہے اس لئے یہ لـلـدیـن ہے۔ تو پہلی بات یہ کہ وہ اپنے اعمال کو دیکھیں کہ کیا یہی مقصد ہوتا ہے؟ دوسرا یہ کہ کیا یہی طریقہ ہے اس مقصد کے حصول کے لئے؟ بالفرض اگر اس کے باوجود بھی مان لیا جائے تو سبب داعی قدیم میں فی الدین اور للدین دونوں بدعت میں شامل ہیں جیسا کہ نکتہ ۴ کی تفصیل میں بیان کر دیا گیا لہٰذا الـــلـــدیـــن ماننے کے باوجود بھی بدعت ہے۔ اور دوسرا گناہ اس

میں علاوہ بدعت کے مشابہت نصاریٰ ہے کہ جن کی مخالفت کے ہم مامور ہیں۔

رہا یہ مسئلہ کہ خوشی کرنا یا نہ کرنا اور اگر کرنا تو کس طرح کرنا؟ یہ ایک الگ مسئلہ ہے جو موضوع سے متعلق نہیں ہے، خوشی کس بے ایمان کو نہیں ہوئی؟ اس موقع پر رویا تو ابلیس تھا۔ تو اس کا جواب مختصراً یہ ہے کہ اپنے معاشرے کی عوام کو مدنظر رکھتے ہوئے خیرالقرون یعنی صحابہؓ اور اکثریت اہل حق علماء ربانی کے عمل کو دیکھا جائے گا اور سب سے بڑھ کر خود نبی جی ﷺ کے زمانے کو۔

مثال ۳:

تیز سفر کرنا دورِ حاضر کی ایک اہم ضرورت ہے، جہاں اس کے نقصانات ہیں وہاں فوائد بھی ہیں۔ دنیاوی فوائد کے علاوہ کبھی کبھی دینی تقاضوں میں بھی معاون ہے۔ جس کے لئے بس، کار، جہاز وغیرہ پر سفر کرنا ہوتا ہے تو کیا یہ بدعت ہیں؟

۱۔ کیا یہ نئی ہیں یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ نئی ہیں۔

۲۔ دینی امور میں ہیں یا دنیاوی امور میں؟ جواب یہ ہے کہ دنیاوی امور میں۔

۳۔ **فی الدین** ہیں یا **للدین**؟ جواب یہ ہے کہ فی نفسہٖ نہ **فی الدین** ہیں اور نہ ہی **للدین**، گو بعض مواقع پر **للدین** کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

۴۔ سبب داعی قدیم ہے یا جدید؟ جواب یہ ہے کہ جدید ہے۔

نتیجہ: سبب اس کا چونکہ جدید ہے اور موقوف علیہ کسی مامور بہ کی بھی نہیں ہیں اور **فی الدین** میں اس کو کوئی بھی داخل نہیں کر سکتا، یعنی کوئی نہیں کہتا کہ بس میں سفر کرنے سے دو نفل کا ثواب ملتا ہے یا جہاز میں سفر کرنے کا ثواب کار میں سفر کرنے سے زیادہ ہے، لہٰذا یہ تمام چیزیں بدعت نہیں ہیں (اگر کوئی پھر بھی ضد کی وجہ سے ایسا کرے تو علماء کے بجائے عامی بھی بدعت کا فتویٰ لگائے گا یعنی بدعت ہوں گی)۔ اور جہاں یہ **للدین** کے طور پر استعمال ہوتی ہیں تو خود بخود موقوف علیہ کسی مامور بہ میں داخل ہو جاتی ہیں لہٰذا سبب داعی جدید اور **للدین** میں داخل ہونے کی وجہ سے پھر بھی بدعت نہیں بنتیں۔ اور ویسے بھی نکتہ ۲ کے تحت یہ امور دنیا ہیں لہٰذا پھر بھی بدعت نہیں بنتیں۔

الحاصل:

مندرجہ بالا تین مثالوں کو سامنے رکھتے ہوئے تمام اعمال مثلاً عرس کرنا، فاتحہ دلانا، تخصیص وتعیین کے ساتھ ایصال ثواب کرنا، ایصال ثواب کے وقت سورتیں پڑھنا، تیجہ دسواں چہلم، گیارہویں شریف، خطبۃ الوداع، نماز کے بعد مل کر بلند آواز سے ذکر، قبر پر اذان، دعاء متصل بعد نماز جنازہ، اذان سے پہلے یا بعد کا صلوٰۃ وسلام، محرم الحرام کے متعلق بدعات، بزرگوں کی قبور مبارکہ کا طواف چومنا چاٹنا سجدہ منت چڑھاوا، تعزیہ اور مزید وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔ کے متعلق آسانی سے فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

یاد رہے کہ بدعات اور رسومات میں فرق کو ملحوظ خاطر رکھا جائے، دونوں کے احکامات علیحدہ علیحدہ ہیں۔ جس کی طرف نکتہ ۲ میں اشارہ موجود ہے کہ رسومات کا تعلق زیادہ تر امور دنیا سے ہوتا ہے جبکہ بدعات کا امور دین سے۔ اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ یہ موضوع کے متعلق نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے قبول فرمائے، وہی ہدایت کی طرف راہنمائی فرمانے والا ہے، تمام امت مسلمہ کو بدعات سے بچ کر سنت حبیب ﷺ پر چلنے اور اس پر مر مٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

واللہ اعلم بالصواب

فصل دوم

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا کہ فصل دوم میں عوام الناس کے طبقہ کے لئے بدعت کو پہچاننے کے لئے مفید معلومات قلم بند کی جائیں گی کیونکہ اکثریت عوام الناس کی ہے جن کا تعلق اہل علم حضرات کے ساتھ نہیں ہوتا۔اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ چند نکات بیان کئے جاتے ہیں مگر اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ان کو قطعی اور یقینی نا سمجھا جائے کیونکہ یہ عوام الناس کے فائدے کے لئے ہیں لہٰذا ان کی بات اندازۃً ہے اور اندازہ تو اندازہ ہی ہوتا ہے۔یہ عموماً تو پائے جاتے ہیں مگر ہمیشہ نہیں۔برعکس اس کے کہ فصل اول میں بیان کئے گئے نکات وکلیات قطعی ہیں اور اہل علم حضرات سے متعلق ہیں۔لہٰذا تحریر ہے کہ:

۱۔ بدعت ہر جگہ ہر علاقے کی مختلف ہوتی ہے جبکہ سنت عالمگیر ہوتی ہے۔یعنی تمام امت میں ایک جیسی پائی جاتی ہے۔

۲۔ بدعات میں عموماً عوام کالانعام کا ہی تصرف ہوتا ہے۔یعنی ان کی ابتداء بھی عوام سے ہوتی ہے،ان کو زمانے،وقت اور خواہش کے مطابق تبدیل بھی عوام کرتی ہے اور شمولیت بھی عوام ہی کی کثرت کے ساتھ ہوتی ہے۔

۳۔ اگر تھوڑا غور سے کام لیا جائے تو بدعت کی آخری منشاء اور مقصود دنیاوی غرض ہوتی ہے جبکہ سنت میں اصل منشاء اخروی نجات اور اتباع کی نیت ہوتی ہے۔

۴۔ زمانے کے محتاط اولیاءاللہ بدعات میں شمولیت نہیں فرماتے۔

۵۔ سنت میں مختلف مسالک وفرقوں کا اختلاف زیادہ اور شدید نہیں ہوتا جبکہ بدعت میں معاملہ برعکس ہوتا ہے۔

۶۔ بدعت کی ابتداء عموماً محبت مگر کم علمی سے ہوتی ہے جس میں بعد ازاں دعویٰ ءمحبت زیادہ ہوتا ہے۔

۷۔ بدعت کا مقابل عمل لازمی طور پر خیر القرون میں موجود ہوتا ہے مگر اسے تبدیل کر کے اپنایا جاتا ہے۔

۸۔ اہل بدعت اہل حدیث کی غیبت کرتا ہے اوراہل سنت کا نام صرف ایک ہی ہے، یعنی اہل حدیث سوااس کے اورکوئی نام ان کانہیں۔اہل حدیث سے مراد ہمارے زمانے کا مسلک و فرقہ اہلحدیث (جوغیرمقلد ہیں)نہیں، بلکہ مراداس سے حدیث والے یعنی شرع کاعلم رکھنے والے ہیں دوسرے الفاظ میں علماء اہل سنت جوشریعت کاعلم رکھتے ہیں اوراہل علم ہیں۔یعنی اہل بدعت کواہل علم سے زیادہ مس نہیں ہوتی بس اپنے خودساختہ دین کے ہی داعی ومحبّ وپابند ہوتے ہیں گویاعلم شریعت مسائل ودلائل اورفقہ کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔صاحب شریعتﷺ سے محبت کے شوق میں اسی علم شرع کی کمی کے باعث خودصاحب شریعتﷺ ہی کی مخالفت کرتے ہیں۔اورغیبت سے مرادالزام دینامخالفت کرنااورنقص نکالنا ہے۔طریقت ومحبت کے پردے میں خودان کے آداب واصولوں سے ناواقفیت کے باعث ان کے لئے مذاق بنتے ہیں۔حالانکہ شریعت وطریقت ایک ہی ہے اورطریقت شریعت کی خادمہ ہے۔طریقت بذات خودحق ہے جس کی نفی جائزنہیں۔

۹۔ راہ اعتدال کوبالقصد چھوڑنااور جان بوجھ کرحدود سے باہر جانااہل بدعت کوپسند ہوتا ہے جس کے لئے بدعت کے جواز میں قرآن وحدیث یعنی شرع اورسابقہ مثالوں سے موادتلاش کرنے میں بھی نہیں ڈرتے۔

۱۰۔ بدعت کی ابتداءاکثرمباح عمل سے ہوتی ہے۔

۱۱۔ بدعت کی دلیل ناہونے کی وجہ سےعموماًسوال کرنے پرادھرادھرکی باتیں کی جاتی ہیں یا سوال پرسوال کیاجاتا ہےاوریاپھرسادہ الفاظ میں کہاجاتا ہے کہ حرج ہی کیا ہے؟

۱۲۔ بدعات کواختیارکرنے والوں میں عموماًسنت کااہتمام نہیں ہوتا۔یعنی سنت کی پرواہ زیادہ نہیں ہوتی اورنہ ہی تقویٰ والی اورمحتاط زندگی ہوتی ہے۔

۱۳۔ سنت مستقل ہوتی ہے جبکہ بدعت بدلتی رہتی ہے اورعموماًاضافہ کی طرف میلان ہوتا ہے۔

۱۴۔ بدعت ہمیشہ ثواب سمجھ کرکی جاتی ہےاس لئے اس کامعاملہ بہت نازک ہے۔

۱۵۔ عموماً بدعت ایک فرد کے عمل سے شروع ہوتی ہے۔

۱۶۔ بدعت پر عمل کرنا آسان نظر آتا ہے جبکہ سنت پر عمل کرنا عموماً مشکل نظر آتا ہے۔یعنی بدعت کا تعلق خیرالقرون کی اکثریت کے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ بہانے سے زمانے کے بدلنے کا عذر پیش کر دیا جاتا ہے اس طرح بدعات چونکہ زمانے اور رواج کے مطابق ہوتی ہیں اس لئے ان پر عمل کرنا معاشرے میں آسان نظر آتا ہے۔جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ خیرالقرون کی اکثریت کے بجائے اپنے زمانے کی اکثریت سے تعلق ہوتا ہے۔لہذا عمل کرنا بظاہر آسان نظر آتا ہے۔

۱۷۔ اگر بالفرض نیت ثواب اور رضا وقرب الٰہی کی بھی ہو تو طریقہ صراط مستقیم والا نہیں ہوتا یعنی اہل حق خیرالقرون کا متفقہ طریقہ نہیں ہوتا۔اور ایسا طریقہ مردود یعنی بدعت ہے۔

۱۸۔ اہل بدعت کی سوچ اپنے تک محدود رہتی ہے تمام مسلمانوں پر نہیں جاتی۔

۱۹۔ اصلاح امت سے اہل بدعت عموماً خالی ہوتے ہیں۔نبی جیﷺ کے مبارک راستے میں فساد اور فتن پیدا کرنے والوں کی طرف دھیان نہیں ہوتا بلکہ جس چیز (بدعت) کے وہ خود داعی ہیں ہر جگہ اسی کو فروغ دیتے ہیں اور اصلاح معاشرہ ومنکرات وخرافات اور بے دینی کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

۲۰۔ اکثر اوقات اپنے گروہ کے متعلق ہی پریشان رہتے ہیں اور ''اپنا'' اور ''ہمارے'' جیسے الفاظ سے امت میں تفریق کا باعث بنتے ہیں۔

۲۱۔ محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود جب پوری طرح اندر تک تحقیق کی جاتی ہے تو محبت کے تقاضے یعنی اتباع سے آخر بیزار پائے جاتے ہیں۔جو دعویٰ تھا محبت کا کسی سے وہ نکلتا کسی اور کے ساتھ ہے۔

۲۲۔ اہل حق پر الزام لگانا اور ان کے خلاف ذہن سازی کرنا اہل بدعت کی ایسی نشانی ہے جو شروع دن سے آج تک جاری ہے۔

۲۳۔ اہل بدعت کا اثر ورسوخ عوام کی طرف ہی ہوتا ہے۔

۲۴۔ بدعت میں عوام کا عقیدہ و مقصد غلط ہوتا ہے لہٰذا وہ بدعت اور گناہ کبیرہ ہے، جبکہ اسی عمل میں محتاط علماء و اؤلیاء اور خواص کا عقیدہ دوسرا ہوتا ہے لہٰذا وہ بدعت نہیں بنتا اور ایسے خواص اس بدعت سے کوسوں دور اور مخالف ہوتے ہیں جن میں عوام مبتلاء ہوتی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اس غرض کو معلوم کیا جائے جس کی بدولت وہ عمل مقبول ہے۔ جبکہ سنت اعمال یعنی صراط مستقیم میں عوام و خواص کا عقیدہ عموماً ایک ہی ہوتا ہے۔

۲۵۔ سنت سے دل میں نور آتا ہے اور قلبی بصیرت بڑھتی ہے جس کی وجہ سے نیک اعمال کا شوق پیدا ہوتا ہے جبکہ بدعت سے قلب میں ظلمت پیدا ہوتی ہے اور کبھی بھی دین پر مزید چلنے کا شوق پیدا نہیں ہوتا۔ جسے اس طرح بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ بدعات پر تنہائی میں بیٹھ کر غور کیا جائے تو بالکل فرضی محسوس ہوتی ہیں جن پر زندہ ضمیر انسان کا ضمیر ملامت ضرور کرتا ہے۔ اس آخری نکتے کا تعلق عمل اور ظاہر سے نہیں بلکہ باطن اور محسوسات سے ہے جس تک رسائی اخلاص کے بغیر ممکن نہیں۔ اگرچہ ضمیر کا معاملہ ہر شخص کے ساتھ یکساں ہے مگر نور و ظلمت کو محسوس کرنے کی اہلیت ہر کسی کے پاس نہیں ہے۔

یاد رکھیے! میرا مقصد اس رسالے سے کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ گنبد خضریٰ میں آرام فرما نبی جی ﷺ کے دل کو سکون پہنچانا اور امت کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ بدعت کیا ہے؟ تاکہ اس کبیرہ گناہ سے بچ سکے اور اللہ تعالیٰ اور نبی جی ﷺ کی خوشنودی حاصل کر سکے کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس میں براہ راست نبی جی ﷺ کے ساتھ مقابلہ و جنگ ہے۔ اختلاف برائے اختلاف اور الزام تراشی سے بچ کر سیدھی راہ قبول کرنی چاہئے کیونکہ قیامت میں اس کا حساب دینا پڑے گا اور ہر حکم یعنی فرض، واجب، سنت، مستحب، مباح، مکروہ وغیرہ کو اپنے اپنے درجہ پر رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے فضل سے ہم سب کو محفوظ رکھے اور نبی جی ﷺ کی سنتوں والے مبارک راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہ وہ صراط مستقیم ہے کہ جس کی منزل نہ صرف دنیا و آخرت کی کامیابی ہے بلکہ اس پاک ذات کی رضا و قرب اور بندے کے لئے صفت محبوبیت کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔ **واللہ اعلم باالصواب**

باب دوم

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ دوسرے باب میں بدعتی کے متعلق ارشادات نقل کرنے کا ارادہ ہے لہٰذا اس سلسلے میں سب سے پہلے کلام اللہ شریف سے راہنمائی لی جاتی ہے اور اسی طرح بعد میں احادیث مبارکہ اور اکابرین امت کے ارشادات مختصر طور پر بیان کئے جائیں گے۔ یہی ہمارے لئے سیدھی راہ اور نجات تک پہنچانے کا راستہ ہیں کیونکہ صراط مستقیم سے ہٹ کر بہت سے راستے ہیں اور صراط مستقیم صرف ایک ہے، جس کی منزل وہ سعادت ابدی ہے جس کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق فرمائی ہے۔

۱۔ **یاایھاالذین امنواادخلوافی السلم کافۃ ولاتتبعواخطوات الشیطن ط انہ لکم عدو مبین** (البقرہ ۲۰۸)

''یعنی اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو (یہ نہیں کہ کچھ کچھ یہودیت کی بھی رعایت کرو) اور (ایسے خیالات میں پڑ کر) شیطان کے قدم قدم مت چلو، واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر میں تو سراسر دین معلوم ہو اور فی الحقیقت بالکل دین کے خلاف)''۔

یعنی جہاں اپنے طریقے کو دین اسلام فرمایا وہاں اس طریقے کے غیر کو **خطوات الشیطن** فرمایا۔ دین کے خلاف ہر طریقہ، خواہش، اہواء اور بدعات اصل میں شیطان کی پٹیاں اور راستے ہیں۔

۲۔ **وان ھذاصراطی مستقیمافاتبعوہ ولاتتبعواالسبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون** (الانعام ۱۵۳)

''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو کہ مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم احتیاط رکھو''۔

حکم شریعت وہ ہے جو قرآن یا حدیث یا فقہ سے ثابت ہو اور جو ان تینوں میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو تو بے شک وہ حکم شرع کا نہ ہوگا۔

ایک جماعت نے وحی کی پیروی کوایسا چھوڑا کہ وہ کفر تک پہنچ گئے۔دوسرے فرقے نے اس میں زیادتی کے ساتھ ایسی پیروی کی کہ حد سے آگے بڑھ گئے اور بدعتوں میں پھنس گئے یعنی وہ اپنی رسموں کوبھی عبادت سمجھنے لگے۔وہ اس میں اگر جائز بھی ہوں لیکن ان کوعبادت سمجھنا سخت غلطی ہے کیونکہ عبادت وہ ہے جس پرثواب کا وعدہ ہواوران رسموں میں ثواب کا وعدہ نہ کسی حدیث میں ہے نہ کسی آیت میں۔

۳۔ **ولاتتبعو آاھوآء قوم قدضلوا من قبل واضلو کثیرا وضلوا عن سوآء السبیل (المائدہ ۷۷)**

''اوران لوگوں کے خیالات پرمت چلوجو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں اور بھی بہت سوں کوغلطی میں ڈال چکے ہیں اور وہ لوگ راہ راست سے دور ہو گئے تھے''۔

اس میں ان رسوم کا ابطال ہے جوشریعت کے خلاف ہیں گومشائخ کی طرف منسوب ہوں۔اوراگر وہ مشائخ محققین ہیں تو ان کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کریں گے۔یا کسی صحیح عذر پرمحمول کریں گے۔

۴۔ **قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالاً الذین ضل سعیھم فی الحیوة الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا (الکہف ۱۰۳،۱۰۴)**

''آپ کہیے کہ کیا ہم تم کوایسے لوگ بتائیں جواعمال کے اعتبار سے بالکل خسارہ میں ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کری کرائی محنت سب گئی گزری ہوگئی اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں''۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اورحضرت سفیان ثوریؒ نے **اخسرین اعمالا** کی تفسیر اہل بدعت سے کی ہے۔اور بلاشبہ اس آیت میں اہل بدعت کی حالت کا پورانقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ اپنے خود تراشیدہ کو نیکی سمجھ کر خوش ہیں حالانکہ اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے نزدیک ان کے اعمال کا کچھ وزن ہے اور نہ ثواب بلکہ الٹا گناہ ہے۔

۵۔ **ولاتکونوا من المشرکینْ من الذین فرقو دینھم وکانوا شیعا کل حزب**

م بما لدیھم فرحون ۰
''مت ہو مشرکین میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ہو گئے فرقے اور پارٹیاں، ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے''۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمایا کہ اس سے مراد اہل بدعت کی پارٹیاں ہیں۔

۶۔ **الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی**
''یعنی میں نے آج تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے''۔

حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کرے جس کو وہ نیکی سمجھتا ہے گویا وہ اس کا مدعی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے احکام امت کو پہنچانے میں خیانت کی (کہ یہ نیکی ان کو نہیں بتلائی) کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں نے آج تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔ تو جو چیز اس دن دین میں داخل نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔

علاوہ ازیں کلام اللہ شریف میں نبی جی ﷺ یعنی دین الٰہی کی پیروی کا جا بجا حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح اس کے علاوہ طریقوں، راستوں اور ادیان سے روکا اور ڈرایا گیا ہے جو سراسر گمراہی اور جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ لہٰذا جہاں سیدھا راستہ یعنی سنت حبیب ﷺ کامیابی کی طرف لے جانے والی ہے وہاں ہر بدعت ہمیشہ کی ناکامی اور عذاب کی طرف لے جانے والی ہے۔ اگر پورے کے پورے دین اسلام کو ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ لفظ ہے ''سنت''۔ اور جس طرح دن کا متضاد رات ہے اور نور کا متضاد ظلمت ہے اور سفید کا متضاد سیاہ ہے اور مسلمان کا متضاد کافر ہے اسی طرح سنت کا متضاد لفظ بدعت ہے۔ گویا بدعت پورے دین کا مقابل اور مخالف ہے اس لئے جتنی بھی اس کی مذمت ہو درست ہے لہٰذا آیئے اب خود صاحب شریعت ﷺ کے ارشادات پر غور کرتے ہیں۔

۷۔ **من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد** (بخاری)
''یعنی جو کوئی ہمارے اس کام میں (دین میں) وہ بات نکالے جو اس میں نہیں ہے تو وہ

بات رد ہے، یعنی وہ مردود ہے''۔

بدعتی کی بدعت تو مردود ہے مگر بدعت کی نحوست کے باعث ڈر ہے کہ تمام اعمال ہی کہیں مردود نہ ہو جائیں۔ اور اس سے بڑھ کر یہ خدشہ ایمان کے بارے میں بھی ہے۔ اللہ ہی اپنی پناہ میں رکھے۔

۸۔ **فان خیر الحدیث کتاب اللّٰہ و خیر الھدی ھدی محمدصلی اللّٰہ علیہ وسلم و شر الامور محدثاتھاو کل بدعۃ ضلالۃ**

''بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرز عمل محمدﷺ کا طریقہ اور طرز عمل ہے۔ اور بدترین چیز نوایجاد بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے''۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اپنے خطبہ میں مذکورہ الفاظ کے بعد فرماتے:

انکم ستحدثون ویحدث لکم فکل محدثۃ ضلالۃ و کل ضلالۃفی النار

''یعنی تم بھی نئے نئے کام نکالو گے اور لوگ تمہارے لئے نئی نئی صورتیں عبادت کی نکالیں گے۔ خوب سمجھ لو کہ ہر نیا طریقہ گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا ٹھکانہ جہنم ہے''۔

۹۔ **عمل قلیل فی سنۃ خیر من عمل کثیر فی بدعۃ** (الرافعی عن ابی ہریرہؓ)

''یعنی عمل قلیل سنت کے ساتھ اس عمل کثیر سے بہتر ہے جو بدعت کے ساتھ ہو''۔

۱۰۔ ''تم **لاالہ الااللّٰہ** اور استغفار کو اختیار کرو اور دونوں کی کثرت کرو کیونکہ ابلیس کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے تباہ کیا اور انہوں نے مجھ کو **لاالہ الااللّٰہ** اور استغفار سے تباہ کر دیا (کیونکہ اس کی برکت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو میرا سب کیا دھرا برباد ہو جاتا ہے) پھر جب میں نے دیکھا تو میں نے ان کو بدعات سے تباہ کیا۔ اور وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم ہدایت پر ہیں اس لئے یہ توبہ نہیں کرتے، تو اس سے میرا مقصود حاصل ہو جاتا ہے''۔

۱۱۔ **قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ حرام مابین عیر الی ثور فمن احدث فیھاحدثااواوی محدثافعلیہ لعنۃاللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین**

لا یقبل منه صرف و لا عدل (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۳۸ و بخاری ج ۲ ص ۱۰۸۴ و مسلم ج ۲ ص ۱۴۴)

''فرمایا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ مقام عیر سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو، نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفلی''۔

اس حدیث میں حدود حرم کی قید محض تقبیح اور تشنیع کے لئے ہے۔ یہ قید احترازی نہیں ہے کہ حرم مدینہ میں تو بدعت بری ہو اور خارج از حرم وہ بری نہ ہو۔ جو چیز بدعت اور بری ہے وہ ہر جگہ اور ہر وقت بدعت اور بری ہی ہوگی، ہاں البتہ شرف مکان یا فضیلت زمان کی وجہ سے اس کی برائی اور قباحت اور بڑھ جائے گی۔

۱۲۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعة حتی یدع بدعته** (ابن ماجہ ص ۶)

''فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کر دے''۔

۱۳۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لا یقبل اللّٰہ لصاحب بدعة صوما و لا صلوة و لا صدقة و لا حجا و لا عمرة و لا جهادا و لا صرفا و لا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجین** (ابن ماجہ ص ۶)

''فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ قبول کرتا ہے اور نہ حج نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ نفلی، بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہو جاتا ہے جیسے گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے''۔

۱۴۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام** (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلا، مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۱)

''فرمایا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم و توقیر کی، تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد اور اعانت کی''۔

۱۵۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ** (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائدج۱۰ص۱۸۹)

''فرمایا آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا ہے''۔ **(اعاذنااللّٰہ منہا)**

اللہ ہی اپنی پناہ میں رکھے، توبہ کا وہ دروازہ جو سکرات الموت تک کھلا ہے اور سورج کے مغرب سے نکلنے تک یہی دستور ہے، وہ بھی بدعتی پر بند ہے۔ جس کی وجہ یہ فرمائی جاتی ہے کہ چونکہ وہ بدعت کو گناہ ہی نہیں سمجھتا لہٰذا توبہ کس سے کرے؟ وہ تو بزعم خود نیکی کر رہا ہے۔

۱۶۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مااحدث قوم بدعۃ الارفع مثلہامن السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ** (مسنداحمدج۴ص۱۰۵اومشکوٰۃ ج۱ص۳۱)

''فرمایا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرے گی مگر اسی کی مقدار میں سنت ان سے اٹھالی جائے گی، سوسنت کو مضبوطی سے پکڑنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے''۔

غور کیا جائے تو تمام تر وعیدوں میں سب سے شدید اور خطرناک وعید یہی ہے مگر اس چیز کا غم صرف درد اور عشق رکھنے والوں کو ہی محسوس ہوسکتا ہے، بس مزید کیا کہا جائے؟ اس قوم سے زیادہ بدنصیب کون ہوسکتا ہے جس کو حبیب ﷺ کی سنت عطا ہونے کے بعد ہمیشہ کے لئے چھین لی جائے؟ **(اعاذنااللّٰہ منہا)**

۱۷۔ **قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللّٰہ تعالی ثلثۃ ملحدفی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امری مسلم بغیر حق لیھریق دمہ** (رواہ البخاری، مشکوٰۃ ص۲۷ بخاری ومسلم)

حدیث میں ہے کہ بہت زیادہ غصہ حق تعالیٰ کا تین شخصوں پر ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سب کا ذکر کیا جن میں اس شخص کا بھی ذکر کیا جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار

کرے (یعنی جو رسمیں جناب رسول اللہ ﷺ کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں برتی جاتی تھیں ان کا برتنے والا اور اسی طرح تمام واہیات رسمیں اور غیر قوموں کے طریقے اختیار کرنے والے پر حق تعالیٰ کا سخت غصہ نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ کے ادنیٰ غضب کی بھی تاب نہیں ہو سکتی تو اعلیٰ درجہ کا غصہ اور عذاب کون برداشت کر سکتا ہے؟)

۱۸۔ **قالت صنع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم شیئافرخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فخطب فحمداللّٰہ ثم قال مابال اقوام تینزھون عن الشئی اصنعہ فواللّٰہ انی لاعلمھم باللّٰہ واشدھم لہ خشیۃ**
(متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ص ۲۷، بخاری ومسلم)

''فرمایا کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے کوئی کام کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت عطا فرمائی سو ایک قوم نے اس کام کو نہیں کیا اور اس کے کرنے سے پرہیز کیا (اور یہ سمجھے کہ حضور ﷺ نے گو اس کے کرنے کی اجازت دے دی ہے مگر بہتر اس کام کا نہ کرنا ہی ہے اور خود آپ ﷺ نے اس فعل کو بیان جواز کے واسطے کیا ہے تا کہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ فعل جائز ہے جس کی آپ ﷺ نے قولاً وفعلاً ہر طرح سے اجازت مرحمت فرمادی مگر چونکہ یہ سمجھنا محض اپنی رائے سے تھا اور کوئی شرعی دلیل اس پر قائم نہ تھی اس لئے مذموم شمار کیا گیا) پس آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ پاک کی حمد کی، پھر فرمایا کیا حال ہے (یعنی برا حال ہے) ان قوموں کا جو ایسا کام کرنے سے بچتے ہیں جس کو میں خود کرتا ہوں (پس اگر وہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ایسا کرتے ہیں تو) میں ان لوگوں سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب کو جانتا ہوں اور ان لوگوں سے بہت زیادہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (سو جب یہ حالت ہے تو یہ لوگ کیوں میرے خلاف کرتے ہیں یعنی عذاب کا مجھے ان سے زیادہ خوف ہے اور ان سے زیادہ اس سے بچنے کا اہتمام بھی کرتا ہوں پس مجھ سے کسی امر میں زیادتی کرنا ان کو ہرگز نہ چاہیے)''۔

صاحبو! ذرا غور کرو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جو بات دین کی نہ تھی اس کو دین کا

سمجھنے اوراپنی مخالفت کرنے پرکس قدرعتاب وانکارفرمایا۔حالانکہ صحابہؓ آپﷺ کے عاشق تھے اورآپﷺ کی سنت پربہت بڑےعمل کرنے والے تھےمگرچونکہ انہوں نے اس حکم کےسمجھنے میں غورسے کام نہیں لیااس وجہ سے ان پر یہ عتاب کیا گیااورہم لوگ توکس شمارمیں ہیں۔نہ ہم کواس درجہ کی حضورﷺ کےساتھ محبت میسر ہےاورنہ اس درجہ کی اطاعت حاصل ہےپھرہم توایسےافعال کرنے میں اورزیادہ غصہ وعتاب کےمستحق ہوں گےاس لئے کہ ہماری نیت اس قدراچھی نہیں ہوتی ہےجیسی کہ صحابہؓ کی نیت ہوتی تھی۔اللہ تعالیٰ حفاظت فرماویں اورخصوصاً جبکہ ایسے کام کرنے میں کوئی دنیاوی غرض بھی ہوتب توبدعت کا گناہ نہایت ہی سخت ہوگا۔اوراس زمانہ میں بہت سی ایسی ہی رسمیں پھیل گئی ہیں جن کولالچ اورطمع کی وجہ سےلوگ عبادت کےرنگ میں اداکرتے ہیں۔ ان سب سے بہت ہی پرہیزکرناچاہیےاوران کے جاری ہونے میں جوکچھ لوگوں کےمنافع ہیں حق تعالیٰ کی رضاحاصل کرنے کے لئے ان سب کوچھوڑناچاہیےجس کی حق تعالیٰ پرنظرہوتی ہے اللہ تعالیٰ خوداس کی حاجت روائی کردیتے ہیں خوب سمجھ لو۔

۱۹۔ **قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احیی سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجرمثل اجورمن عمل بهامن غیران ینقص من اجورهم شیئاومن ابتدع بدعة ضلالة لایرضاهااللّٰه ورسوله کان علیه من الاثم مثل اثام من عمل بهالاینقص ذلک من اوزارهم شیئا** (رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ مشکوٰۃ ص۳۰)

عن ابی هریرةؓ ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من دعاالی هدی کان له من الاجرمثل اجورمن اتبعه لاینقص ذلک من اجورهم شیئاومن دعاالی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثام من اتبعه لاینقص ذلک من اثامهم شیئا (سنن الدارمی ص۷۰رواہ مسلم کذافی المشکوٰۃ ص۲۹)

’’حدیث میں ہے کہ جوشخص ہدایت کی جانب بلاوے(یعنی نیک کام کی راہ بتلاوے) تواس کوان سب لوگوں کےعمل کے برابرثواب ملے گاجواس کے کہنے سے وہ نیک کام کریں گے

اوران لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جاوے گی (یعنی ان کے عمل کا تو جتنا ثواب ہے وہ ان کو ملے ہی گا ہدایت کرنے والے کو اس ہدایت کرنے کا ثواب اس قدر ملے گا جتنا کہ ان سب عمل کرنے والوں کے عمل کا ثواب ہے ان لوگوں کے ثواب میں سے کمی کر کے ہدایت کرنے والے کو ثواب نہ دیا جاوے گا بلکہ چونکہ یہ نیک کام کرنے کا باعث ہوگیا ہے اس وجہ سے اس کو جداگانہ ثواب ملے گا) اور جو گمراہی کا راستہ بتلاوے تو اس پر ان سب لوگوں کے اعمال کا وبال پڑے گا جو اس کے کہنے سے اور بتلانے سے برا کام کریں گے اور خود ان لوگوں کے گناہوں میں کمی نہ کی جاوے گی''۔

۲۰۔ ای عن العرباض ابن ساریۃؓ قال صلی بنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا بوعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال رجل یارسول اللّٰہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ الا انھما لم یذکرا الصلوٰۃ ، مشکوٰۃ شریف ص ۲۹)

''حضرت عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم کو ایسی نصیحت فرمائی جس نے اثر بھی کیا (یعنی بہت عمدہ طریق سے وعظ فرمایا جو مؤثر ہوا) اور جس سے بہت رقت ہوئی اور کثرت سے آنسو جاری ہوئے اور دلوں پر خوف طاری ہوا پھر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسا کہ کوئی رخصت کرنے والا (رخصت ہونے والوں کو) نصیحت کرتا ہے، ایسی حالت میں جہاں تک ہوسکتا ہے خوب اچھی طرح نصیحت کرتا ہے کہ خدا جانے اب ملنا میسر ہو یا نہ ہو۔ ان صاحب کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ ﷺ عالم آخرت میں عنقریب تشریف لے جانے والے ہیں

اوراسی وجہ سے اس قدر اہتمام سے نصیحت فرماتے ہیں تو اور بھی جو مفید باتیں ہوں معلوم ہو جاویں تو اچھا ہے، کیونکہ پھر تو اس مقصود کے حاصل ہونے کی امید نہیں۔سو اس وجہ سے ان صاحب نے کہا کہ) ہم کو (اور بھی کچھ) وصیت فرمائیے (جو آپ کے بعد دارین میں کام آوے کیونکہ پھر ایسا بتلانے والا کہاں میسر ہوگا) آپ ﷺ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا جو ساری نیکیوں اور فلاح دارین کی جڑ ہے اور حکم سننے اور اطاعت کرنے خلفاء کا (یعنی جو تم پر مسلمان حاکم اور بادشاہ ہوں ان کی اطاعت کرنا جب تک کہ شریعت کے موافق حکم کریں) اگر چہ وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو، اور ان امور کے اہتمام کی وصیت اس لئے کرتا ہوں کہ جو شخص میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا تو بہت سے اختلاف دیکھے گا (یعنی لوگوں کی حالت بدل جاوے گی، نئی نئی باتیں پیدا ہو جاویں گی اور فتنے برپا ہوں گے تو ایسے وقت میں تقویٰ اور اتحاد کی نہایت ضرورت ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کا خوف ہوگا تو ناحق پر عمل کرنے سے بچے گا، اور اتحاد کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑے گی، اور جب بادشاہ کی مخالفت کی جاتی ہے تو باہم مسلمانوں میں اتحاد نہیں رہتا، پس صورت اتحاد کی یہی ہے کہ حاکم کی اطاعت کی جاوے، اب تقویٰ کا طریق فرماتے ہیں) پس تم لازم رکھنا اپنے اوپر میرے طریقہ کی تابعداری اور خلفاء راشدین کے طریقہ کی تابعداری کو، اور خوب مضبوط پکڑے رہنا اس طریقہ کو اور بچتے رہنا دین میں نئی باتوں کے (جاری کرنے سے) اس لئے کہ ہر نئی بات دین میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ظاہر ہے کہ گمراہی شیطان کا راستہ اور دوزخ میں لے جانے والی اور دنیا کی بھی تباہ کرنے والی چیز ہے''۔

احادیث مبارکہ کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہے کہ بدعت کی مذمت میں صاحب شریعت ﷺ نے سخت سے سخت وعید ارشاد فرمائی ہے۔ سچے پیروکار اور محبت رکھنے والے کے لئے تو صرف اشارہ کافی ہوتا ہے۔ ذرا تصور فرمائیں کہ اگر یہ سب ارشادات نبی جی ﷺ براہ راست مجھے فرماتے تو کیا میرے اوپر اتنا ہی اثر ہوتا جتنا اب ان کے پڑھنے سے ہوا ہے؟ شاید میں بدعت سے بچنے پر جان مار دیتا۔ اب اس بدعت کے متعلق اکابرین امت کیا فرماتے ہیں؟

۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ (المتوفی ۷۴ھ) کے پاس ایک شخص کسی کا سلام لایا تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

بلغنی انه قداحدث فان کان قداحدث فلاتقرئه منی السلام (ترمذی ج۲ ص۳۸، دارمی ص۵۹، ابوداؤد ج۲ ص۲۷۸، ابن ماجہ ص۳۰۴، مشکوٰۃ ج۱ ص۲۳)

''کہ مجھے سلام بھیجنے والے کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے، اگر واقعی اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے تو میرا سلام اس کو نہ دینا''۔

۲۲۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

الاقتصادفی السنۃاحسن من الاجتهادفی البدعة (مستدرک ج۱ ص۱۰۳ علیٰ شرطہما)

''سنت میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت میں کوشش کرنے سے بہتر ہے''۔

۲۳۔ حبرامت ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ (المتوفی ۶۸ھ) آیت **فلاتقعدوا معهم .الایة** کی تفسیر میں ارشادفرماتے ہیں:

دخل فی هذه الایة کل محدث فی الدین و کل مبتدع الی یوم القیامة (خازن ج۱ ص۵۰۹ ومعالم برخازن ج۱ ص۵۰۹)

''اس آیت میں ہروہ بدعت جودین میں نکالی جائے اور تمام بدعتی جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے داخل ہیں''۔

۲۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک مرتبہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد تشریف لے گئے، اذان کے بعد ابھی نماز کھڑی نہیں ہوئی تھی کہ مؤذن نے لوگوں کو جمع کرنے کے لئے الصلوٰۃ دوبارہ کہہ دیا تا کہ جو لوگ نہیں آئے ہیں وہ بھی آجائیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ سنا تو اپنے ساتھ جو ساتھی تھے اس سے کہا مجھے یہاں سے نکالو کیونکہ یہاں یہ شخص بدعت کررہا ہے۔ کیونکہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے اذان کا جو طریقہ بتایا تھا وہ تو ایک مرتبہ ہوتی ہے، دوبارہ اعلان کرنا یہ حضور اکرم ﷺ کا طریقہ نہیں ہے لہٰذا یہ اختیار کردہ طریقہ بدعت ہے اس لئے مجھے اس مسجد سے نکالو۔

۲۵۔ قطب الاقطاب، بشارت اوَلیاءِ سابقین، قبلہء افرادو اقطاب وابدال واوتاد، محی السنہ، قطب ربانی، عارف رحمانی، محبوب سبحانی، غوث صمدانی، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس اللہ سرہ العزیز اپنے مبارک مکتوبات میں ایک مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''یقین جانئے کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے بھی زیادہ ہے''۔ (دفتر اول مکتوب مبارک ۵۴)

۲۶۔ ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''پس لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی ہمت کو احکام شرعیہ کی بجا آوری میں صرف کیا جائے اور اہل شریعت علماء وصلحا کی تعظیم وتوقیر کرنی چاہئے اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہئے۔ اور گمراہ واہل بدعت کو ذلیل وخوار رکھنا چاہئے''۔ (دفتر اول مکتوب مبارک ۱۶۵)

۲۷۔ آپ قدس اللہ سرہ العزیز ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''(یہ فقیر) حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں نہایت تضرع وزاری، التجاء، مسکینی، عاجزی اور انکساری کے ساتھ پوشیدہ اور ظاہر طور پر دعا کرتا ہے کہ جو کچھ دین میں نئی نئی باتیں پیدا ہوگئی ہیں اور (لوگوں نے) ایجاد کر لی ہیں جو حضرت خیر البشر ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات کے زمانے میں نہ تھیں اگرچہ وہ چیز صبح روشن کے مانند ہو، اس ضعیف کو اس جماعت کے ساتھ جن کے لئے وہ (بدعات) مستند ہیں اس نئے کام کے کرنے میں گرفتار نہ کیجیو اور اس نئی چیز (بدعت) کی خوبی کا دیوانہ نہ بنائیو، بحرمۃ سید المختار وآلہ الابرار علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم کی ہے ''حسنہ۱ اور سیئہ۲'' (یعنی نیک اور بد)۔ بدعت حسنہ۱ اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو کہ آنحضور علیہ وعلیہم الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا اور آپ ﷺ کے خلفائے راشدین کے بعد ظاہر ہوا ہو اور رافع سنت نہ ہو (یعنی سنت کو دور کرنے والا نہ ہو) اور بدعت سیئہ۲ وہ ہے جو رافع سنت ہو (یعنی سنت کو دور کرنے والا ہو)۔ مگر یہ فقیر ان بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت مشاہدہ نہیں کرتا، اور سوائے ظلمت وکدورت کے

کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ اگر بالفرض کوئی نیا عمل (بدعت) آج اپنی ضعف بصارت کی وجہ سے تازہ اور خوشنما معلوم ہوتا ہے تو کل (یعنی روز قیامت) جب نظر تیز ہو جائے گی تو سوائے نقصان اور ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بیت

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ با کہ باختۂ عشق در شب دیجور
(صبح محشر، روز روشن کی طرح
رات تیری سب عیاں ہو جائے گی)

حضرت سید البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات فرماتے ہیں **من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد** (یعنی جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے۔) (یعنی مردود ہے) بھلا جو چیز کہ مردود ہو اس میں حسن (بھلائی) کہاں سے آئے گی۔

اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **امابعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ** (یعنی اس کے بعد واضح ہو کہ بہترین کلام، کلام اللہ ہے، اور بہترین طریقہ وسیرت حضرت محمد ﷺ کا طریقہ وسیرت ہے، اور سب سے بدترین چیز (دین میں) نئی باتیں (بدعتیں) ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔)

اور نیز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ** (یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور (اپنے حاکم کی بات) سنو اور اس کی تابعداری کرو، اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت اختلافات دیکھے گا پس تم میری اور میرے خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اور

اس کو (ہاتھوں سے) بہت مضبوط تھامو، اور دانتوں سے مضبوط پکڑو، اور نئے پیدا شدہ امور سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی وضلالت ہے۔)

لہٰذا جب دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی وضلالت ہے تو پھر بدعت میں حسن (بھلائی) تلاش کرنے کے کیا معنی؟ نیز احادیث شریفہ سے جو کچھ مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بدعت سنت کی رافع ہے بعض کی کوئی تخصیص نہیں (یعنی یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ سیئہ) لہٰذا ہر بدعت سیئہ ہے۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **ما احدث قوم بدعۃ الا رفع مثلھا من السنۃ فتمسک بسنۃ خیر من احداث بدعۃ** (یعنی جب کوئی قوم بدعت جاری کرتی ہے تو اس سے اس جیسی ایک سنت اٹھالی جاتی ہے پس سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت کے جاری کرنے سے بہتر ہے۔)

اور حضرت حسانؓ (بن ثابت) سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **ما ابتدع قوم بدعۃ فی دینھم الا نزع اللّٰہ من سنتھم مثلھا ثم لا یعیدھا الیھم الی یوم القیامۃ** (یعنی کوئی قوم اپنے دین میں بدعت جاری نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ اس جیسی ایک سنت ان میں سے اٹھالیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سنت کو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا۔)

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتیں جن کو علماء ومشائخ نے اچھا (حسنہ) سمجھا ہے جب ان کو اچھی طرح ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سنت کی رافع کرنے والی ہیں، مثلاً: میت کے کفن میں عمامہ کو بدعت حسنہ کہتے ہیں، حالانکہ یہی بدعت رافع سنت ہے کیونکہ عدد مسنون یعنی تین کپڑوں پر زیادتی نسخ ہے اور نسخ عین رفع ہے۔ اور اسی طرح مشائخ نے شملۂ دستار کو بائیں طرف چھوڑنا پسند کیا ہے حالانکہ شملہ کا دونوں کاندھوں کے درمیان چھوڑنا سنت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بدعت رافع سنت ہے۔ اور ایسے ہی وہ امر ہے جو علماء نے نماز کی نیت میں مستحسن جانا ہے کہ باوجود دل کے ارادہ کے زبان سے بھی (نماز کی) نیت کہنی چاہئے۔ حالانکہ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ سے کسی صحیح حدیث یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ہوا، اور نہ ہی اصحاب کرامؓ و تابعین عظامؒ سے، کہ انہوں نے زبان سے نیت کی ہو، بلکہ جب اقامت ہوتی تھی تو وہ ساتھ ہی

تکبیر تحریمہ کہتے تھے لہٰذا زبان سے نیت کرنا بدعت ہے اور اس بدعت کو حسنہ کہا ہے، اور یہ فقیر جانتا ہے کہ رفع سنت تو بجائے خود رہا، یہ تو فرض کو بھی رفع کرتی ہے کیونکہ اس تجویز میں اکثر لوگ زبانی نیت پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور دل کی غفلت پر کچھ نہیں ڈرتے کہ اس ضمن میں نماز کے فرضوں میں سے ایک فرض جو کہ نیت قلبی ہے متروک ہو جاتا ہے اور نماز کے فاسد ہونے تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی حال تمام مبتدعات و محدثات کا ہے کیونکہ وہ سنت پر زیادتی ہے خواہ کسی طرح کی ہو اور زیادتی نسخ ہے اور نسخ رفع (سنت) ہے۔

لہٰذا آپ پر لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی متابعت پر کمربستہ رہیں اور اصحاب کرامؓ کی اقتداء پر کفایت کریں کیونکہ **فانھم کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم** (وہ ستاروں کے مانند ہیں جن کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے)۔ لیکن قیاس اور اجتہاد کوئی بدعت نہیں کیونکہ وہ نصوص کو ظاہر کرتے ہیں کسی زائد امر کو ثابت نہیں کرتے۔ **فاعتبروا یااولی الابصار** (پس داناؤں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے) اور اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کے راستہ پر چلے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات کی متابعت کو لازم پکڑے''۔ (دفتر اول مکتوب مبارک ۱۸۶)

۲۸۔ ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''**الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی** (اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)۔ گرامی نامہ جو حافظ بہاؤالدین کے ہمراہ روانہ کیا تھا پہنچ کر بہت زیادہ خوشی کا باعث ہوا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ محبان اور مخلصان اپنی تمام توجہ اور ہمت کے ساتھ کسی سنت مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں سے کسی سنت کے زندہ کرنے میں متوجہ ہوں اور (ساتھ ہی ساتھ) اپنی پوری تن دہی کے ساتھ منکر و ناپسندیدہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کے دفع کرنے میں مستعد ہوں۔ سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک کے وجود سے دوسرے کی نفی لازم آتی ہے، لہٰذا ایک کے زندہ کرنے سے دوسرے کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ یعنی سنت کا زندہ کرنا بدعت کو مردہ کرنا ہے اور (اسی طرح) اس کے برعکس بھی (قیاس کر لیجئے)۔

پس بدعت، خواہ اس کو حسنہ (نیک) کہیں یا سیئہ (بری)، (ہر حال میں اس سے) سنت کا دور کرنا لازم آتا ہے۔ شاید (حسنہ کہہ کر) حسن نسبی کی وجہ سے اعتبار کرلیا ہو (یعنی اس سے اضافی حسن مراد لیتے ہوں) ورنہ حسن مطلق کی وہاں گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام سنتیں حق جل سلطانہ کی مرضیات (پسندیدہ) ہیں اور ان کی اضداد (بدعتیں) مرضیات شیطان ہیں۔ آج یہ بات بدعت کی اشاعت کی وجہ سے اگرچہ بہت سے لوگوں پر گراں ہے لیکن کل (قیامت کے دن) ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہدایت پر ہیں یا وہ لوگ۔

منقول ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کی ترویج کریں گے اور احیائے سنت کا حکم دیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی ہوگی اور اس (بدعت) کو اچھا سمجھ کر دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا وہ تعجب سے کہے گا کہ اس شخص (امام مہدی) نے ہمارے دین کو ختم کر کے ہماری ملت کو مار ڈالا ہے۔ حضرت مہدی اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور اس کے حسنہ (اچھائی) کو سیئہ (برائی) خیال کریں گے **ذلک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم** (جمعہ ۶۲ آیت ۴) (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔)

والسلام علیکم وعلی سائر من لدیکم (آپ پر اور جو آپ کے ساتھ ہیں ان سب پر سلام ہو۔)'' (دفتر اول مکتوب مبارک ۲۵۵)

۲۹۔ ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''ہماری نصیحت بس یہی ہے کہ احکام دین بجالائیں اور حضرت سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اختیار کریں، سنت سنیہ کو بجالائیں اور بدعت نامرضیہ سے پرہیز کریں۔ اگرچہ بدعت صبح کی سفیدی کے مانند روشن ہو لیکن حقیقت میں اس میں کوئی روشنی اور نور نہیں ہے اور نہ ہی کسی بیمار کے لئے اس میں شفا ہے اور نہ ہی کسی مرض کی اس میں دوا ہے۔ اور یہ بات اس میں کیسے ہو سکتی ہے جبکہ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ سنت کو دور کرنے والی ہوگی (۱) یا رفع سنت سے ساکت ہوگی (۲)۔ ساکت ہونے کی صورت میں وہ بالضرور سنت پر

ایک زائد چیز ہوگی جو درحقیقت اس (سنت) کو منسوخ کرنے والی ہوگی کیونکہ نص پر زیادتی نص کی ناسخ ہوتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو سنت کی دور کرنے والی اور اس کی نقیض ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کی خیر اور کوئی حسن نہیں ہے۔ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے دین کامل اور اسلام پسندیدہ میں جبکہ نعمت مکمل ہو چکی بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا حکم کس طرح دیا۔ یہ نہیں جانتے کہ کمال دین اور اتمام ورضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں بدعت (کوئی نیا کام) پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے۔ **فماذا بعدالحق الاالضلال** (یونس۱۰ آیت ۳۲) (حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے)۔ اگر یہ لوگ (اہل بدعت) جانتے کہ دین کامل میں امور محدثہ (نئے کام) کو حسن کہنا دین کے کامل نہ ہونے کو لازم آتا ہے اور نعمت کے ناتمام ہونے پر دلالت کرتا ہے تو ہرگز اس قسم کی باتوں کی جرأت نہ کرتے۔ **ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا** (بقرہ۲ آیت ۲۸۶) (اے ہمارے رب! ہماری بھول چوک اور خطا پر مواخذہ نہ کرنا) **والسلام علیکم وعلی من لدیکم**۔'' (دفتر دوم مکتوب مبارک ۱۹)

۳۰۔ ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''**بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی** (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو)۔ سب سے عمدہ نصیحت جو فرزند عزیز سلمہ اللہ سبحانہ اور تمام دوسرے دوستوں کو کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ سنت سنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی تابعداری کریں اور بدعت ناپسندیدہ سے اجتناب کریں۔ اسلام اس زمانے میں غریب (یعنی بے یار و مددگار) ہو گیا ہے اور مسلمان بھی بے یار و مددگار ہوتے جا رہے ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا جائے گا اور بھی زیادہ غریب و بے کس ہوتے جائیں گے حتیٰ کہ زمین پر اللہ، اللہ کہنے والا کوئی نہ رہے گا **وتقوم الساعۃ علی شرار الناس** (اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو جائے گی)۔ سعادت مند وہ شخص ہے جو اس غربت کے زمانے میں ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ و معمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کر دے۔ یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کو ہزار سال

گزر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پرتو ڈالا ہوا ہے (یعنی علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں) اور عہد نبوت سے دور ہونے کے باعث سنت پوشیدہ ہوگئی ہے اور کذب وجھوٹ پھیل جانے کی وجہ سے بدعت جلوہ گر ہو رہی ہے، اب ایک ایسے شاہ باز جوانمرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے۔ بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو مٹانے کا باعث ہے۔ (آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان) آپ نے سنا ہوگا **من وقر صاحب البدعةفقداعان علی هدم الاسلام** (جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی)۔ لہٰذا پورے ارادے اور کامل ہمت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کہ سنتوں میں سے کوئی سنت جاری ہو جائے اور بدعتوں میں سے کوئی بدعت دور ہو جائے۔ ہر زمانے میں اور خصوصاً اس ضعف اسلام کے زمانے میں احکام اسلام کو قائم کرنا سنت کو رواج دینے اور بدعت کی تخریب کرنے پر وابستہ ہے۔ گزشتہ (زمانے کے) لوگوں نے شاید کسی بدعت میں کوئی حسن دیکھا ہوگا جس کی وجہ سے بعض افراد بدعت کو انہوں نے مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ فقیر اس مسئلہ میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا بلکہ سوائے ظلمت و کدورت کے اس میں کچھ محسوس نہیں کرتا۔ آنحضرت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **کل بدعةضلالة** (ہر بدعت گمراہی ہے)۔ اسلام کے اس غربت وضعف کے زمانے میں جبکہ سلامتی سنت کے بجالانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت کے ارتکاب میں ہے خواہ کوئی بھی بدعت ہو ہر بدعت کو پھاوڑے کی طرح جانتا ہے جو بنیاد اسلام کو گراتی ہے۔ اور سنت کو اس روشن ستارے کی طرح دیکھتا ہے جو گمراہی کی تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے۔ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ علمائے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسن کہنے کی جرأت نہ کریں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت ان کی نظروں میں صبح کی سفیدی کی طرح ہی روشن ہو کیونکہ سنت کے ماسویٰ میں شیطان کے مکر وفریب کو بڑا غلبہ ودخل ہوتا ہے۔ گزشتہ زمانے میں جبکہ اسلام قوی تھا اس لئے بدعت کی ظلمات کو برداشت کر سکتا تھا اس وقت شاید نور اسلام کی روشنی میں بعض بدعتوں کی ظلمات بعض اشخاص کو نورانی معلوم ہوتی ہوں جس کی وجہ سے ان پر حسنہ کا حکم لگایا ہو،

اگر چہ درحقیقت ان میں کسی قسم کا حسن اورنورانیت نہیں تھی۔مگراس وقت جبکہ اسلام ضعیف ہے بدعتوں کی ظلمتوں کو برداشت کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔اس وقت متقدمین اورمتاخرین کا فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیئے اس لئے کہ ہروقت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔اس وقت پوراعالم ظہور بدعت کی کثرت کی وجہ سے بحرظلمات کی طرح نظر آرہاہےاورسنت کا نوراپنی غربت و قلت کے باعث اس بحرظلمانی میں کرمہائے شب افروز (جگنوؤں کی طرح)محسوس ہورہاہےاور بدعت کا عمل اس ظلمت میں اوراضافہ کررہاہےاورسنت کے نورکوکم کرتا جاتاہے۔سنت پرعمل کرنا ظلمت کے کم کرنے اورنورانیت کوزیادہ کرنے کا باعث ہے۔پس اب اختیارہے جس کادل چاہے بدعتوں کی ظلمات کو بڑھائے یاسنت کے نورکوزیادہ کرےاورجس کادل چاہے وہ شیطان کے گروہ کو بڑھائےاورجس کادل چاہےاللہ تعالیٰ کی جماعت میں اضافہ کرے۔**الاان حزب الشیطن هم الخسرون** (مجادلہ۵۸آیت۱۹)(خبردار!بیشک شیطان کا گروہ ہی خسارہ پانے والوں میں ہے)**الاان حزب اللّٰه هم المفلحون** (مجادلہ۵۸آیت۲۲)(خبردار!بیشک اللہ تعالیٰ کاگروہ ہی فلاح ونجات پانے والاہے)

صوفیائے وقت بھی اگرانصاف سے کام لیں اوراسلام کے ضعف ہونے اورجھوٹ کے شائع کرنے کوملاحظہ فرمائیں توان کوچاہئے کہ سنت کےخلاف امورمیں اپنے پیروں کی تقلید نہ کریں اوراپنے شیوخ کےعمل کا بہانہ بنا کرامورمخترعہ(خودساختہ امور)کواپنی عادت نہ بنائیں۔سنت کااتباع یقیناً نجات دینے والااورخیرات وبرکات بخشنے والاہےاورسنت کے خلاف امورکی تقلید میں خطرہ ہی خطرہ ہے۔**وماعلی الرسول الاالبلاغ** (قاصد کےذمہ پیغام پہنچادینا ہے)۔

حق سبحانہ وتعالیٰ ہمارے پیروں کوہماری طرف سے جزائے خیرعطافرمائے کہ انہوں نے اپنے متبعین کوامورمبتدعہ کے بجالانے کی ہدایت نہیں کی اوراپنی تقلید سے ہلاک کرنے والی تاریکیوں میں نہیں ڈالا،اورسنت کی متابعت کےسوااورکوئی راستہ نہیں بتایااورصاحب شریعت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کی اتباع اورعزیمت پرعمل کرنے کےسوا کچھ ہدایت نہیں فرمائی،اسی

وجہ سے ان بزرگوں کا سلسلہ بلند ہوگیا اوران کے وصول کا ایوان رفیع ہوگیا۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سماع ورقص کو ٹھکرادیا ہے اور وجد وتواجد کو انگشت شہادت سے دوٹکڑے کردیا ہے۔ دوسروں کا مکشوف ومشہود ان بزرگوں کے نزدیک ماسوا میں داخل ہے اوران کا معلوم ومتخیل نفی کے قابل ہے۔ ان بزرگوں کا معاملہ دیدودانش سے ماوراء ہے، اور معلوم ومتخیل سے بھی ماوراء ہے اور تجلیات وظہورات سے بھی ماوراء ہے اور مکاشفات ومعائنات سے بھی ماوراء ہے''۔ (دفتر دوم مکتوب مبارک ۲۳)

۳۱۔ ایک اور مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

''آپ نے بدعتوں کے دور کرنے کے بارے میں بھی کچھ تحریر کیا تھا، یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ بدعت کی اس تاریکی کے زمانے میں کسی خوش نصیب کو بدعتوں میں سے کچھ بدعتیں دور کرنے کی توفیق مل جائے اور سنتوں میں سے کسی سنت کا احیا کرے۔ صحیح احادیث میں آیا ہے کہ ''جو شخص کسی ایسی سنت کو زندہ کرے کہ جس پر عمل اٹھ چکا ہو اس شخص کے لئے سو شہیدوں کا ثواب ہے''۔ لہٰذا اس (حدیث شریف) کی روشنی میں اس عمل کی بزرگی کو خیال فرمائیں، لیکن اس دقیقہ کی اس قدر رعایت کریں کہ کوئی فتنہ بیدار نہ ہو اور ایک نیکی بہت سی برائیوں کے ظہور کا باعث نہ بن جائے کیونکہ آخری زمانہ ہے اور اسلام کے ضعف کا وقت ہے''۔ (دفتر سوم مکتوب مبارک ۱۰۵)

اسی مکتوب مبارک میں چند سطور کے بعد ارقام فرماتے ہیں کہ:

''اور اس علاقہ کے تمام دوستوں کو بلکہ تمام اہل اسلام کو شریعت کی طرف راہنمائی اور التزام سنت کی تاکید فرمائیں اور بدعت کے ارتکاب سے ڈرائیں اور بچائیں۔ واللّٰہ سبحانہ الموفق (اللہ سبحانہ ہی توفیق دینے والا ہے)''۔

حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہستی کسی تعارف کی ہرگز محتاج نہیں کہ ظاہری وباطنی مقامات میں عروج کی چوٹیوں کے مکیں ہیں اور آپؒ کی تعلیمات امت کے لئے راہ فلاح ونجات ہیں۔

بدعت اور اس کے احکامات کے متعلق یہ سنگین ارشادات اس مقدس ہستی کے ہیں جن کے ذریعہ سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی دستگیری فرمائی اور یہ اللہ کا بڑا ہی فضل ہم پر ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی عظمت و جبروت کا پرچم شہرت کی ان سر بفلک چوٹیوں پر لہرا رہا ہے جن پر بہت کم کی رسائی ہوئی ہے۔ زہد وتقویٰ، فقر و تصوف اور عزم وثبات کی آبادیوں میں جا کر دیکھو اور اندازہ کرو کہ آپ کی عقیدت و نیاز اور جوش و سرمستی کی اداؤں اور آپ کی ہر جنبش لب اور ہر اشارۂ ید پر دل والے کس طرح کھنچے ہوئے چلے آتے ہیں، ارباب کشف وریاضات کی مجالس کا کیف مشاہدہ کرنے والوں سے پوچھو کہ کتنے ہیں جو اس آسمان ولایت کے آفتاب کے فیضان ضوء بخش سے فیضیاب ہوئے ہیں؟ تسبیح ''ہوہو'' میں مشغول شب بیدار زاہدوں کے دروازوں پر جا کر دستک دینے والوں سے دریافت کرو کہ کتنے ہیں جن کو اس ذات گرامی کی حلقہ بگوشی کا فخر حاصل ہے؟

آپ کی ہستی کے ظاہری و باطنی کمالات کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بڑے بڑے اکابرین ان کے متعلق کہتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ آپ کا نسب مبارک اٹھائیس واسطوں سے خلیفہ دوم سیدنا حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ اؤلیائے سابقین نے آپ کے ظہور کے متعلق بہت پہلے (تقریباً پانچ صدیاں پہلے) سے بھی بشارتیں دیں۔ دین سے دور لوگوں نے نجومیوں کے ذریعے بھی پیشینگوئیاں معلوم کیں۔ حتیٰ کہ عوام وخواص میں بہت سے افراد نے خواب اور کشف کے ذریعے اطلاع پائی۔ سرہند شریف کی بناء آپ ہی کے لئے بہت پہلے سے باذن خدا ہوئی اور اس شہر کی فضیلت اہل کشف نے معلوم کی۔ کشفی نظر کے ذریعے دیکھا گیا کہ گویا آپ کی ولادت پر نبی جی ﷺ آپ کے کان میں اذان وتکبیر فرمارہے ہیں اور ملائکہ اور اؤلیاء اللہ کا ہجوم ہے۔ نبی جی ﷺ کی کامل واکمل اتباع میں آپ سب پر بازی لے گئے تھے حتیٰ کہ اسی اتباع کے کمال کی وجہ سے آپ کو تبعیت کے طور پر کمالات نبوت سے حصہ ملا اور ولایت صغریٰ سے ولایت کبریٰ اور ولایت علیاء کی طرف شرف نصیب ہوا۔ مزید یہ کہ آپ کے تمام احوال بھی شرع شریف کے مطابق واقع ہوئے۔

علاوہ ازیں حق سبحانہ نے کچھ غیر اختیاری امور میں آپ کو نبی جیﷺ سے مشابہت نصیب فرمائی، مثلاً: آپ مختون (سنت ختنہ کے ساتھ) پیدا ہوئے، شیر خوارگی میں روتے نہیں تھے ، بغیر ضرورت شدیدہ برہنہ نہیں ہوتے تھے، تجدید کے بعد آپ نے بھی تئیس سال گزارے، عمر مبارک تریسٹھ سال پائی، ولادت کے وقت ظالم بادشاہ اکبر کا تخت الٹ گیا۔ اس کے علاوہ آپ تمام باطنی نسبتوں (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی کے علاوہ کے بھی) حامل تھے حتیٰ کہ حضرت باقی باللہؒ کو آپ کے لئے ہی بھیجا گیا اور انہوں نے بھی بالآخر آپ سے استفادہ فرمایا۔ خاص مقام کے حامل ہونے کی وجہ سے تمام اوٗلیاء، نجباء، نقباء، اقطاب وابدال نے آپ سے فیض پایا۔ کشفی و الہامی طور پر فرمایا گیا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان بھی آپ کے سلسلہ سے ہوں گے اور اسی طرح وصال کی بھی خبر پائی۔ دوران غسل وصال باوجود ہاتھ کھولنے کے خود بخود قیام کی حالت کی طرح بندھ جاتے تھے۔

مزید کیا بیان کیا جائے کہ موضوع کے متعلق نہیں ہے آخر میں یہ کہ علوم شرع میں آپ کو مجتہد کی حیثیت حاصل ہے اور اس سے بڑھ کر کہ دوسرے ہزارے کے مجدد ہیں، پیشانی مبارک پر سرخ لکیر باطنی مقامات میں قیومیت کی مظہر تھی، منصب قیومیت کا اظہار آپ نے خود فرمایا۔ مزید فرماتے ہیں ''فرزند من! باوجود اس بات کے جو میری پیدائش سے مربوط ہے ایک دوسرا عظیم الشان کارخانہ میرے حوالے کیا گیا ہے مجھ کو پیری ومریدی کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے میری پیدائش کا مقصد تکمیل وارشاد خلق نہیں ہے، بلکہ دوسرا معاملہ اور دوسرا کارخانہ ہے، اس ضمن میں جس شخص کو مناسبت ہوگی فیض حاصل ہوگا ورنہ نہیں۔ اس کارخانہ عظیم کے مقابلہ میں تکمیل و ارشاد کا معاملہ راہ کی گری پڑی چیزوں کے مانند ہے''۔ درحقیقت آپ اس امت کے ''صلہ'' ہیں۔ آپ کا ظہور اس نازک عہد میں ہوا جب ضلالت وگمراہی، ظلم وستم اور شرک وبدعات کی گھنگھور گھٹائیں خود مسلمانوں پر چھا چکی تھیں۔ آخر دعائیں مستجاب ہوئیں انتظار ختم ہوا اور دنیا جانتی ہے کہ آپ نے ظلمتوں کو نور سے ویرانوں کو معموروں سے اور خزاں کو بہار سے مبدل فرما دیا اور پھر سے جبین نیاز کو صرف آستانہ احدیت کے سامنے جھکنا سکھا دیا۔ **فللّٰہ الحمد**

۳۲۔ غوث الثقلین سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں:

''مسلمانو! سنت کی پیروی اختیار کرو اور بدعات سے مجتنب رہو''۔(فتوح الغیب مقالہ۲ص۱۲)

۳۳۔ ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اور ہر ہوشیار دانا مومن کے واسطے بہتر ہے کہ آیات اور احادیث کے جو ظاہری معنی ہوں ان کی پیروی کرے (یعنی اپنی طرف سے غلط تاویلات نہ کرے بلکہ گروہ ناجیہ کے مسائل کو اختیار کرے کیونکہ درست تاویل جائز ہے اور یہ ہر کسی کا کام نہیں) اور تابعدار بنے اور نئی باتیں نہ نکالے اور نہ اپنی طرف سے کمی بیشی کرے اور نہ بہت تاویلیں نکالے۔ ایسا نہ ہو کہ بدعت اور گمراہی اختیار کرلے اور پھر اس سے ہلاک ہو جاوے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ تم پیروی کرو اور بدعت اختیار نہ کرو اور یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جو باتیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں ان کی جستجو سے بچو اور یہ بھی مت کہو کہ فلاں چیز کیا ہے۔ جب مجاہدؒ کو معاذؓ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو اس نے کہا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ یہ کیا ہے مگر اب سے ایسا نہیں کہیں گے اس لئے ہر ایک مومن کو سنت اور جماعت کی پیروی کرنی واجب ہے۔ پس سنت اس طریقے کو کہتے ہیں جس پر رسول اللہ ﷺ چلے اور جماعت وہ بات ہے جس پر چاروں اصحابوںؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اتفاق کیا ہے اور یہ لوگ سیدھا راستہ دکھلانے والے ہیں کیونکہ ان کو سیدھا راستہ دکھلایا گیا ہے ان سب پر خداوند کریم کی رحمت ہو اور مناسب یہ ہے کہ اہل بدعت کے ساتھ مباحثہ میل جول نہ کیا جاوے اور نہ ان کو سلام کہے۔ کیونکہ ہمارے امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل بدعت کو سلام کرتا ہے گویا وہ ان سے دوستی رکھتا ہے۔ کیونکہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ تاکہ تمہارے درمیان محبت بڑھے اور بدعتیوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور نہ ہی ان کے قریب جاؤ اور ان کے کسی خوشی کے وقت یا ان کی عید کے دن ان کو مبارکباد نہ کہو اور اگر یہ لوگ مرجائیں تو ان پر جنازہ کی نماز نہ پڑھو اور اگر کہیں ان کا ذکر ہو تو ان کے حق میں رحمت

کے کلمے نہ کہے جائیں بلکہ ان لوگوں سے دور رہیں اور ان سے دشمنی رکھیں اور یہ دشمنی خداوند تعالیٰ کے واسطے ہو اور اس اعتقاد سے ہو کہ اہل بدعت کا مذہب جھوٹا ہے اور ان کی دشمنی سے ہم کو بڑا ثواب اور بہت اجر ملے گا اور رسول مقبول ﷺ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کے واسطے اہل بدعت کو اپنا دشمن سمجھے اور دشمنی کی نظر سے ان کو دیکھے تو خداوند کریم اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا اور اگر کوئی اہل بدعت کو خدا دشمن جان کر ان کو ملامت کرے تو خداوند کریم قیامت کے دن اس کو امن اور ایمان میں رکھے گا اور جو شخص اہل بدعت کو ذلیل اور خوار رکھے اللہ جل شانہ اس کو بہشت میں سو درجے بخشے گا اور جو آدمی بدعتی سے کشادہ پیشانی یا ایسی طرح سے پیش آئے جس سے وہ خوش ہو تو اس شخص نے اس چیز کی حقارت کی جو اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ پر نازل فرمائی ہے۔ اور ابی مغیرہؓ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ اہل بدعت کے اعمال قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت سے باز نہ آئیں اور فضیل بن عیاضؒ روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی اہل بدعت کے ساتھ دوستی کرے تو اس کے نیک عملوں کو خداوند تعالیٰ ضائع کر دیتا ہے اور اس کے دل سے ایمان کا نور نکال لیتا ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص اہل بدعت سے دشمنی رکھتا ہے تو اللہ جل شانہ اس کو بخش دے اگرچہ اس کے عمل تھوڑے ہی ہوں اور جب تو کسی بدعتی کو راستے میں آتا ہوا دیکھے تو اس راستہ کو چھوڑ دے اور دوسرے راستے سے ہو کر چلا جا۔ فضیل بن عیاضؒ نے کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بدعتی کے جنازہ کے پیچھے جائے تو جب تک وہ واپس نہ آئے خدا کا غضب اس پر نازل ہوتا رہتا ہے اور تحقیق رسول مقبول ﷺ نے بدعتی پر لعنت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو آدمی دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے یا بدعتی کو اپنے ہاں پناہ دے اس پر خداوند تعالیٰ اور اس کے سب فرشتوں اور سب آدمیوں کی لعنت نازل ہوتی ہے اور اس کے صرف اور عدل کو خداوند تعالیٰ قبول نہیں کرتا اور صرف سے فرض مراد ہے اور عدل سے مراد نفل ہے، ابوایوب سجستانی روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی آدمی کسی کو سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خبر دے اور وہ آگے سے یہ جواب دے کہ آپ اس سنت کو اپنے پاس رہنے دیں اور مجھ کو

اس سے اطلاع دیجئے کہ قرآن میں کیا حکم دیا گیا ہے، تو اس صورت میں وہ آدمی گمراہ ہے''۔
(غنیۃ الطالبین' بیان محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کی فضیلت اور بزرگی ص ۱۵۴)

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ العزیز کی شخصیت سے کون واقف نہیں ہے؟ یقیناً ان کی تعلیمات رشد و ہدایت ہیں۔

۳۴۔ جامع الصغیر کے مصنف روایت بیان کرتے ہیں کہ:

قال النبی ﷺ اصحاب البدع کلاب اھل النار

''نبی جی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل بدعت جہنمی کتے ہیں''۔

۳۵۔ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا کہ:

''تارک سنت (بدعتی) کا دل مر جاتا ہے اور مردہ دل کی دعا قبول نہیں ہوتی''۔

۳۶۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں:

من اعان صاحب بدعۃفقداعان علی ھدم الاسلام

''جس نے بھی بدعتی کی مدد کی پس تحقیق اس نے مدد کی اسلام کے منہدم کرنے پر''۔

۳۷۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا:

لان اکل عندالیھودی و النصرانی احب الی ان اکل عندصاحب بدعۃ اقتدی بی الناس (مقالات صوفیہ)

''میں یہودی اور نصرانی کے ہاں کھانا کھاؤں تو یہ مجھے بہت پسند ہے اس سے کہ میں کسی بدعتی کے ہاں کھانا کھاؤں کیونکہ یہود و نصاریٰ کے ہاں کھانا کھانے میں لوگ میری اقتداء نہیں کریں گے اس لئے کہ یہود اور نصاریٰ اسلام کے بدترین دشمن ہیں۔ بدعتی کے ہاں کھانا کھانے کی صورت میں لوگ میری اقتداء کر کے گمراہ ہو جائیں گے''۔

۳۸۔ حضرت سفیان بن عیینہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص بدعتی کی نماز جنازہ پڑھے اس پر ہمیشہ خدا کا غضب ہی غضب رہے گا یہاں تک کہ توبہ نہ کرے''۔ (اعتصام شاطبی)

۳۹۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ:

من احب صاحب بدعۃاحبط اللّٰہ عملہ واخرج نورالاسلام من قلبہ (مقالات صوفیہ)

''جو شخص بدعتی سے دوستی رکھے اللہ تعالیٰ اس کے نیک اعمال کو ضائع فرمادیتے ہیں اور اس کے دل سے اسلام کی نورانیت کو نکال دیتے ہیں''۔

۴۰۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں:

لاتجالس صاحب بدعۃفانہ یمرض قلبک (اعتصام شاطبی)

''بدعتی کے ساتھ نہ بیٹھو کہ اس کے ساتھ بیٹھنا تمہارے دل کو بیمار کردے گا''۔

۴۱۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں کہ:

احب ان یکون بینی وبین صاحب بدعۃحصن من حدید (مقالات صوفیہ)

''میں چاہتا ہوں کہ میرے اور بدعتی کے درمیان لوہے کا قلعہ حائل ہوجائے''۔

۴۲۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ کا قول ہے:

نظرالمؤمن الی المؤمن جلاء القلب ونظرالرجل الی صاحب البدعۃ یورث العمی (مقالات صوفیہ)

''ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن کو الفت اور محبت سے دیکھنا دل کو روشن بنادیتا ہے اور آدمی کا بدعتی کو دوستی اور عقیدت سے دیکھنا اندھاپن اور بے نوری لاتا ہے''۔

۴۳۔ حضرت حسن بصریؒ کا فرمان ہے:

صاحب البدعۃلایزداداجتہاداصوماوصلوۃالاازدادمن اللّٰہ بعدا (اعتصام)

''بدعتی آدمی روزہ نماز میں جتنا ہی زیادہ کوشش ومحنت کرتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوجاتا ہے''۔

۴۴۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں:

اذارائیت مبتدعافی طریق فخذفی طریق اخر

''جب تو کسی بدعتی کوایک راستہ پر دیکھے تو اس راستہ کو بدل کر دوسراراہ اختیار کرلے''۔

۴۵۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا:

من اتاہ رجل فشاورہ فقصرعملہ فدلہ علی مبتدع فقدغش الاسلام (مقالات صوفیہ)

''جس کے پاس کوئی مشورہ کی غرض سے آیااوراس نے اس شخص کے کام میں سستی کی اوراس کو بدعتی کے پاس بھیجاتو اس نے اسلام کے ساتھ دھوکہ بازی کی''۔

۴۶۔ حضرت ابوعمر شیبانیؒ فرماتے ہیں کہ:

''صاحب بدعت (بدعتی) کوتوبہ نصیب نہیں ہوتی، کیونکہ وہ تو اپنی بدعت کے گناہ کو گناہ ہی تصورنہیں کرتا ہے تو توبہ کس سے کرے''۔ (شاطبی)

۴۷۔ حضرت فضیلؒ نے فرمایا:

اذاعلم اللّٰہ من رجل انہ مبغض لصاحب بدعۃرجوت ان یغفر اللّٰہ لہ و ان قل عملہ فانی ارجولہ لان صاحب السنۃیعرض لہ کل خیروصاحب البدعۃلا یرتفع لہ الی اللّٰہ عمل وان کثرعملہ (مقالات صوفیہ)

''جب کسی شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ حقیقت آجائے کہ یہ آدمی بدعتیوں کومبغوض رکھتا ہے تو قوی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کوبخش دے گااگرچہ اس کے عمل تھوڑے کیوں نہ ہوں، تحقیق میں اس کی مغفرت کی امید رکھتا ہوں اس لئے کہ سنت کے متبع کی ہر نیکی اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کی جاتی ہے اور بدعتی کا کوئی بھی عمل بارگاہ خداوندی میں قبولیت کے لئے پیش ہی نہیں کیا جاتا ہے، اگرچہ اس بدعتی کے عمل زیادہ کیوں نہ ہوں''۔

۴۸۔ حضرت فضیلؒ فرماتے ہیں:

وصاحب بدعۃلاتامنہ علی دینک ولاتشاورہ فی امرک (مقالات

صوفیہ)

''بدعتی کو اپنے دینی معاملہ میں امین نہ بناؤ یعنی دینی کاموں میں بدعتی پر کوئی بھروسہ اور اعتبار نہ کرو اور نہ اپنے کسی دوسرے کام میں اس سے مشورہ لو''۔

۴۹۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا:

ولاتجلس الیہ(ای اهل البدعة)فمن جلس الیه ورثه اللّٰہ للعمی (مقالات صوفیہ)

''بدعتی کی صحبت اور مجلس اتنی خطرناک ہے کہ جو مسلمان ان کی مجلس میں نشست و برخاست اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ایمانی بصیرت چھین لیتے ہیں''۔

۵۰۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا:

وعلامةالنفاق ان یقوم الرجل ویقعدمع صاحب بدعة (مقالات صوفیہ، ماخوذ از حلیہ)

''اور نفاق کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کسی بدعتی کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہو''۔

۵۱۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ فرمایا کرتے تھے:

من علامةالبلاء ان یکون الرجل صاحب بدعة

''مصائب آنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ آدمی ازلی بدبخت بدعتی بن جائے''۔

۵۲۔ بحوالہ ''عقائد اہل السنة والجماعة'' صفحہ ۲۳۸

''کفر اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے''۔(بحوالہ بخاری ومسلم و الاعتصام)

۵۳۔ بحوالہ ''عقائد اہل السنة والجماعة'' صفحہ ۲۳۸

''بدعت کی حکم کے اعتبار سے دو قسمیں ہیں: ا۔ بدعت فی العقیدہ ۲۔ بدعت فی العمل۔ بدعت فی العقیدہ کبھی مخرج ملت ہوتی ہے اور کبھی مخرج ملت نہیں ہوتی، یعنی اس بدعت کا مرتکب

بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور بعض صورتوں میں دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا۔ مخرج ملت ہونے کی صورت میں اس کو بدعت مکفرہ کہا جاتا ہے، اور بدعت فی العمل مخرج ملت نہیں ہوتی البتہ موجب فسق وضلالت ضرور ہے، اس کو بدعت مفسقہ کہا جاتا ہے''۔ (ردالمختار ا ص ۵۶۰، الاعتصام ۲ ص ۱۵۹، ۱۶۰، مرقاۃ ا ص ۱۷۷)

۵۴۔ حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''اگر کسی سے بدعت وگمراہی کی بات سنو تو اپنے اصحاب سے اس کو نقل نہ کرو اور اس کو ان کے دلوں میں نہ ڈالو (کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے قلوب میں اس سے کوئی شبہ پیدا نہ ہو جاوے)''۔ (مقالات صوفیہ ص ۷۶)

۵۵۔ حضرت حسان تابعیؒ (المتوفی بعد ۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

مـا ابتـدع قـوم بـدعة في دينهم الا نزع اللّٰه من سنتهم مثلها ثم لا يعيدها اليهم الى يوم القيامة (دارمی ص ۲۶ ومشکوٰۃ ج ا ص ۳۱)

''کوئی قوم دین میں بدعت نہیں نکالے گی مگر اللہ تعالیٰ اتنی ہی مقدار میں سنت ان سے اٹھالے گا اور پھر قیامت تک ان کو وہ سنت واپس نہ دے گا''۔

۵۶۔ بدعت سے کمال احتیاط کے ضمن میں فقہاء کرام کا ارشاد یوں ہے کہ:

ويـلـزم ان مـاتـردد بيـن بـدعة وواجب اصطلاحي فانه يترك كالسنة (بلفظہٖ بحرالرائق ج ۲ ص ۱۶۵ طبع مصر)

''جو چیز بدعت اور واجب اصطلاحی (بین الفقہاء) کے درمیان دائر ہو اس کو بھی سنت کی طرح ترک کر دینا لازم ہے''۔

۵۷۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملتؒ فرماتے ہیں کہ:

''آج کل بدعتی لوگ اکثر بددین ہوتے ہیں دوسروں پر تو الزام ہے کہ یہ بزرگوں کی اہانت کرتے ہیں اور اپنی حرکات کو نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کرتے ہیں (چند سطور کے بعد) وجہ یہ ہے کہ بدعت سے قلب میں قساوت اور غفلت پیدا ہوتی ہے''۔ (الافاضات الیومیہ ۵ ص ۲۶۵،

(۲٦٦

۵۸۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

''بدعتی بھی عجیب چیز ہیں دین تو قلوب میں ہے ہی نہیں قلب مسخ ہوگیا ہے ہمیشہ اہل حق کے پیچھے پڑے رہتے ہیں نہ کچھ حدود ہیں نہ کچھ اصول جو جی میں آتا ہے بک دیتے ہیں''۔ (الافاضات الیومیہ۲ص۴۵)

۵۹۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''بدعت نہایت ہی مذموم چیز ہے۔ابن عمرؓ نے ایک شخص کو ایک عجیب جواب دیا تھا، اس شخص کو چھینک آئی، بجائے الحمدللہ کے اس نے کہا، السلام علیکم! ابن عمرؓ نے فرمایا کہ تجھے بھی سلام تیری ماں کو بھی سلام۔اس نے برا مانا۔پس مقصود تعلیم دینا تھا کہ بے محل شرعی سلام کرنا ایسا ہی برا ہے جیسا تمہارے سلام کے جواب میں ماں کو شامل کرلینا بے محل ہونے کی وجہ سے برا سمجھا گیا، اس میں بعض لوگوں نے ایک نکتہ نکالا ہے کہ ماں کا ذکر اس لئے کیا کہ اس نے تجھے ایسی تعلیم کی، یہ بطور طعن کے تھا۔ یہ بہت بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔بڑے ہی متبع سنت ہیں، یہاں تک کہ سفر میں جہاں حضورﷺ نے نماز پڑھی وہاں یہ بھی نماز پڑھتے تھے''۔(الافاضات الیومیہ۴ص۲۷۷)

٦۰۔ فرمایا کہ میں نے ایک وعظ میں بیان کیا تھا کہ:

''یہ بدعتی حضورﷺ کو الہٰ مانتے ہیں، مگر ناقص، اور ہم عبد مانتے ہیں مگر کامل، تو تم حضورﷺ کی تنقیص کرتے ہو اور ہم کمال کے قائل ہیں''۔(بدعت کی حقیقت اور اس کے احکام و مسائل ص۲۷)

٦۱۔ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''بدعتیوں کی عبادت کی مثال ایسی ہے جیسے خلاف اصول خدمت جو بجائے مقبول ہونے کے الٹی موجب ناخوشی ہوتی ہے اور خدمت کرنے والا سمجھتا ہے کہ میرا مخدوم بہت خوش ہو رہا ہوگا''۔(الافاضات الیومیہ ج۱۰ص۱۰۰،۱۰۱)

٦۲۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

''مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ بدعتی کتنا متقی ہو، اکثر اس کے دل سے بدعت نہیں نکلتی کچھ نہ کچھ اثر ضرور رہتا ہے''۔(ملفوظات اسعد الابرار ملحقہ سفرنامہ لکھنؤ و لاہور ص ۲۹۴)

۶۳۔ ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اخیر اہل بدعت کا اچھا نہیں ہوتا قلعی کھل جاتی ہے''۔(حسن العزیز ج ا ص ۱۹۱، ۱۹۲)

۶۴۔ فرماتے ہیں:

''بدعتی تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں سوائے حضور ﷺ کے، اور اگرچہ آپ ﷺ کی توہین کا قصد نہیں کرتے مگر آپ ﷺ کی بھی توہین ہو جاتی ہے''۔(حسن العزیز ج ۲ ص ۲۶۰)

۶۵۔ اہل بدعت کی کچھ کتابوں کا ایک صاحب نے ذکر کیا جو بعض اولیاء اللہ کے حالات میں لکھی گئیں ہیں۔فرمایا کہ:

''اگر یہ حضرات زندہ ہوتے تو یقیناً ان لوگوں سے سخت ناراض ہوتے۔وہ تو اپنے آپ کو خاک میں ملاتے ہیں یہ ان کو خدا سے ملائے دیتے ہیں۔(چند سطور کے بعد) جن لوگوں کو اتنا بڑھاتے ہیں میں پوچھتا ہوں وہ بڑے کاہے سے ہوئے؟ ظاہر ہے عبدیت سے ہوئے عبدیت جس میں جتنی کامل ہوئی اتنی ہی اس کی بزرگی ہوئی۔میں تو کہا کرتا ہوں اہل بدعت سے کہ تم جو بزرگوں میں خواص الوہیت ثابت کرتے ہو تو ظاہر ہے کہ وہ الٰہ کامل ہونے سے تو رہے، ناقص ہی ہوں گے۔لہٰذا تم تو بزرگوں کو الٰہ ناقص بتاتے ہو اور ہم بتاتے ہیں عبد کامل۔تم ان سے ایسی چیز ثابت کرتے ہو جس میں وہ ناقص ہوں گے اور ہم ان میں ایسی چیز ثابت کرتے ہیں یعنی عبدیت جس میں وہ کامل ہوں گے تو فی الواقع تنقیص تو تم کرتے ہو''۔(حسن العزیز ج ا ملفوظ ۴۵۳)

۶۶۔ فرمایا کہ:

''یہ اہل بدعت اکثر بدفہم ہوتے ہیں، بوجہ ظلمت بدعت کے علوم اور حقائق سے کورے

ہوتے ہیں۔ ویسے ہی لغویات ہانکتے رہتے ہیں، نہ سر نہ پیر‘‘۔(الافاضات الیومیہ ج ۷ص ۳۶)

۶۷۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بدعتیوں سے ملنا کیسا ہے؟ فرمایا کہ:

’’اچھا نہیں‘‘۔(الافاضات الیومیہ ج ۹ص ۲۴)

۶۸۔ فرمایا کہ:

’’بدعت اور گناہوں سے زیادہ سخت ہے کیونکہ اور گناہوں کو دین نہیں سمجھا جاتا بلکہ گناہ سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے بدعت کو دین سمجھا جاتا ہے گناہ سمجھا ہی نہیں جاتا یہ زیادہ سخت بات ہے‘‘۔(الافاضات الیومیہ ج ۹ص ۱۴۹)

۶۹۔ بعض اہل بدعت کا ذکر تھا فرمایا کہ:

’’بعضے یوں کہتے ہیں کہ تصوف کے لئے اسلام کی بھی ضرورت نہیں بس یادہونی چاہئے (نعوذ باللہ) ایک بار فرمایا کہ جاہل صوفیاء کی طرح اگر شریعت سے قطع نظر کر لی جائے تو اسلام اور کفر میں مابہ الامتیاز پھر کوئی چیز ہی نہیں‘‘۔(حسن العزیز ج املفوظ ۴۵۴)

۷۰۔ فرمایا کہ:

’’بدعتی دو قسم کے ہیں۔ ایک مخلص، دوسرے بد دین اور معاند‘‘۔(الکلام الحسن ج ۲ص ۶۱)

۷۱۔ فرمایا:

’’پہلے لوگ اچھے تھے صورۃً بدعتی تھے مگر حقیقتاً بدعتی نہ تھے‘‘۔(الکلام الحسن ج ۲ ص ۱۰۱)

۷۲۔ فرمایا:

’’بدعت پر عمل کرنے سے سنت کا ترک لازم آتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی مذکور ہے اور امر عقلی بھی ہے کیونکہ اتنی فراغت کہاں کہ سنت اور بدعت دونوں کو کرے اور بدعات میں کچھ رونق بھی ہوتی ہے‘‘۔(الکلام الحسن ج ۲ص ۱۵۷)

۷۳۔ فرماتے ہیں:

''بدعتی سے نفرت کبر نہیں، بغض فی اللہ ہے ہاں اگر بدعتی توبہ کر لے پھر بھی اس سے نفرت رہے تو کبر ہے''۔(اشرف السوانح ج۲ص۲۱۶، جواہر الحسن ص۲۰)

۷۴۔ فرمایا کہ:

''کافر کے اکرام میں مفسدہ نہیں بدعتی کے اکرام میں مفسدہ ہے''۔(کمالات اشرفیہ ص۱۰۷)

۷۵۔ ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جو شخص احداث فی الدین کرتا ہے وہ در پردہ مدعی نبوت کا ہے کہ مجھے بھی شریعت میں اضافہ کرنے کا اختیار ہے۔نیز در پردہ شریعت پر نقص کا الزام لگاتا ہے کہ ابھی شریعت مکمل نہیں بلکہ میرے اضافہ کی ضرورت ہے اور اس کا سخت جرم ہونا ظاہر ہے۔اب لوگ اس راز کو تو سمجھتے نہیں خواہ مخواہ علماء سے جھگڑتے ہیں کہ فاتحہ اور مولود میں کیا خرابی ہے یہ تو اچھا کام ہے پھر اس سے کیوں منع کرتے ہو؟ اس کا حقیقی جواب یہی ہے کہ جن قیود کے ساتھ تم ان افعال میں ثواب کے قائل ہو شریعت نے ان قیود پر ثواب نہیں بیان کیا مگر عوام اس کو کیا سمجھیں۔(چند سطور کے بعد)ایک بات اور سمجھ لینا چاہئے وہ یہ کہ احداث فی الدین اور شے ہے اور احداث للدین اور شے ہے۔یعنی ایک تو یہ صورت ہے کہ نئی بات کو دین میں داخل کیا جائے یہ تو بدعت محرمہ ہے۔ایک صورت یہ ہے کہ نئی بات دین کی حفاظت وغیرہ کے لئے ایجاد کی جائے۔جیسے ہر زمانہ کے اسلحہ جات نئے نئے ایجاد ہوتے رہتے ہیں کیونکہ پرانا اسلحہ آج کل کارآمد نہیں یا دین کی حفاظت کے لئے مدارس وغیرہ قائم کئے جاتے ہیں۔یہ بدعت نہیں کیونکہ ان کو دین میں داخل کر کے جزو دین نہیں بنایا گیا بخلاف مولود فاتحہ وغیرہ کے کہ ان کو دین میں داخل کیا جاتا اور دین کا جزو سمجھا جاتا ہے۔یہ سب بدعات ہیں خوب سمجھ لو''۔(الاجر النبیل ملحقہ فضائل صبر و شکر ص۵۵۴،۵۵۵)

۷۶۔ ایک صاحب نے سوال کیا کہ حدیث میں **من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام** آیا ہے اور اکثر مبتدعین میں اہل جاہ کی توقیر کرنی پڑتی ہے؟ جواب دیا کہ:

''یہ توقیر نہیں ہے بلکہ مدارات ہے جس میں دینی مصلحت ہے یا دنیوی مفسدہ کا دفع

ہے۔حدیث میں حضورﷺ کا ایک شخص کی نسبت بئس اخو العشیر فرمانا اور پھر حاضری کے وقت الان له القول کی حکایت اور حضرت عائشہؓ کے جواب میں ان من اشر الناس من ترکه الناس اتقاء فحشه فرمانا اس کی دلیل ہے''۔(مقالات حکمت ج۱ص۲۱۰)

۷۷۔ فرمایا:

''کسی میں بدعت ہونے کے لئے یہ ضروری تھوڑا ہی ہے کہ اس میں ساری ہی باتیں بدعت کی ہوں جیسے کفر کے لئے ایک بات بھی کافی ہے کیا کفر کی ایک ایک بات کرنے سے کافر نہ ہوگا اسی طرح ایک بات بدعت کی کرنے سے بھی بدعتی ہوگا''۔(الافاضات الیومیہ ج۸ص۳۵)

۷۸۔ ایک سلسلہ ذکر میں فرمایا کہ:

''بدعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے ظلمت پیدا ہوتی ہے عقل بالکل ظلمانی ہوجاتی ہے اس لئے اہل حق پر اعتراضات بے بنیاد کیا کرتے ہیں''۔(الافاضات الیومیہ ج۸ص۲۹۳)

۷۹۔ فرمایا:

''مفسرین کی اصطلاح میں خارش اور جذام کی تعبیر بدعت ہے۔(بعد سطر) خارش اور بدعت میں وجہ مناسبت یہ ہے کہ جیسے خارش میں تکلیف بھی ہے اور مزہ بھی، پہلے مزہ اور بعد میں سوزش، ایسے ہی بدعت میں مزہ بھی اور تکلیف بھی اور پہلے مزہ پھر بعد میں جو تکلیف کہ آخرت میں محسوس ہوگی۔اور بدعت گناہوں سے بھی بدتر ہے، کیونکہ گناہ کو گناہ تو سمجھ کر کرتا ہے اور بدعت کو دین سمجھ کر کرتا ہے۔اس لئے یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے''۔(الافاضات الیومیہ ج۸ص۱۴۱،۱۴۲)

۸۰۔ ایک جگہ ارقام فرماتے ہیں کہ:

''ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ جو صاحب کشف تھے کہ ان کا ایک قبرستان پر گزر ہوا۔اور انہوں نے دو مردوں کو عذاب میں مبتلا پایا پس ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔جب اپنی جگہ جاکر وہاں سے پھر اسی راستے سے لوٹے تو دیکھا کہ وہ دعا ایک مردے کے حق میں کافی ہوگئی اور اس کا عذاب موقوف ہوگیا اور دوسرے شخص کا عذاب موقوف نہ ہوا۔حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ

یا اللہ! اس کی کیا وجہ ہوئی کہ ایک مسلمان کے حق میں میری دعا مؤثر ہوئی اور دوسرے کے حق میں غیر مؤثر؟ الہام ہوا کہ یہ شخص بدعتی ہے۔ حق تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعا کرنی چاہئے کہ ہم سب کو اپنی اطاعت اور اتباع سنت کی توفیق دے"۔ (بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۱۱)

۸۱۔ فرماتے ہیں:

"حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے بدعت اور اختلافات سے بچانے کا اہتمام فرمایا ہے اور بچنے کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے اور وہ آپ ﷺ کی اور آپ ﷺ کے خلفاء راشدینؓ کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر کام میں خواہ دنیا کا ہو یا دین کا ہو جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کریں اور رسموں کی پابندی ہرگز نہ کریں اور برادری اور کنبے والوں کی ناراضی کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ اللہ پاک کا حق سب سے زیادہ مقدم ہے اور ہر طرح کا نفع اور ضرر سب اسی کے قبضہ میں ہے لہٰذا جس سے وہ راضی ہوگا اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اور جس سے وہ ناراض ہے اس کی کوئی دستگیری نہیں کر سکتا۔ لوگوں کے دل بھی اسی کے قبضہ میں ہیں جس کو جس سے چاہے ناراض کر دے اور جس کو جس سے چاہے راضی کر دے۔ اور بڑی ذلت اور بے شرمی کی بات ہے کہ اپنی مثل ناچیز مخلوق کی تابعداری گوارا کرے اور مالک حقیقی کے حکم کی پروانہ کرے۔ افسوس لوگوں میں عقل بھی نہیں رہی"۔ (بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۱۴)

۸۲۔ ارقام فرماتے ہیں کہ:

"امام احمد نے عمدہ سند سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جب کوئی قوم کسی بدعت کو جاری کرتی ہے تو ویسی ہی ایک سنت (پر عمل کی توفیق) جاتی رہتی ہے (اور جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ بدعت کی علاوہ اس کے گناہ ہونے کے یہ بھی نحوست ہے کہ اس کے سبب سے سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں رہتی) تو معمولی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے عظیم الشان بدعت نکالنے سے (اس لئے کہ معمولی درجہ کی سنت پر عمل کرنے سے بہت بڑا ثواب ملتا ہے اور بہت بڑی بدعت بھی اگر جاری کرے تو بجز عذاب دردناک کے اور کچھ حاصل نہیں) پس سنت کا اختیار کرنا بہرحال بہتر ہے اگرچہ وہ سنت معمولی ہی درجہ کی ہو مثلاً سنت کے موافق استنجا کرنا وغیرہ۔ اور

بدعت کسی حال میں نافع اور بہتر نہیں اگر چہ اس کے اہتمام میں کیسی ہی مشقت اٹھائی جاوے۔اور جب عظیم الشان بدعت نکالنے میں کوئی بھلائی نہیں تو معمولی درجہ کے اہتمام بدعت میں تو کیا بھلائی ہوتی حاصل یہ ہے کہ چھوٹی بڑی بدعتیں سب دین و دنیا کی بربادی کا باعث ہیں اور سنت پر عمل کرنا ہر حال میں ثواب کا باعث ہے''۔(بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۱۴)

۸۳۔ مزید فرماتے ہیں:

''حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص تعظیم کرے اہل بدعت کی وہ اسلام کے گرانے پر مدد کرتا ہے اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔مطلب یہ ہے کہ بدعتی چونکہ طریقۂ سنت کے خلاف عمل درآمد کرتا ہے جو دین اسلام کے ضعف کا سبب ہے پس جو شخص ایسے شخص کی تعظیم کرے تو وہ بھی اس کا مددگار رہے اور گناہ کی مدد کرنا گناہ ہے سو وہ بھی گنہگار رہوا اور بدعتی کی تعظیم کرنا گناہ پر مدد کرنے میں اس لئے شمار کیا گیا کہ اگر ایسے شخص کی توہین کی جاتی اور اس سے قطع تعلق کیا جاتا تو امید تھی کہ وہ اپنی حرکت سے باز آجاتا اور اسلام کو اس سے ضرر نہ ہوتا اور جب اس کی تعظیم کی گئی تو اس کو اس کی حالت پر برقرار رکھا گیا جو ضعف اسلام کا باعث ہے اور گناہ ہے لہٰذا گناہ پر مدد کرنا ثابت ہو گیا۔دوسرے یہ کہ بدعتی دشمن ہے خدائے تعالیٰ کا اور خدائے تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم شریعت میں منع ہے تو جو شخص خداوند تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم کرے گا گویا اس نے اسلام کی وقعت نہیں سمجھی جب تو اس کے حکم کی مخالفت کی۔اور یہ وجہ اگر چہ سب گناہوں میں جاری ہے مگر بدعت میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہے اس لئے کہ اس کا بہت بڑا گناہ ہونا اور اس سے ضرر عظیم برپا ہونا پہلے مذکور ہو چکا ہے''۔(بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۱۵)

۸۴۔ فرماتے ہیں کہ:

''حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص میری سنت پر عمل کرے اس زمانے میں جبکہ میری امت میں فساد پھیلے (یعنی بدعتیں ایجاد ہوویں اور جہالت پھیل جاوے) تو اس کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔لہٰذا مسلمانوں کو ایسے عمدہ عمل سے ہرگز نہ رکنا چاہئے تا کہ اس قدر ثواب عظیم سے محرومی نہ رہے اور

چونکہ اس زمانہ میں سخت مخالفت سنت کی ہورہی ہے پس اس ثواب کو ضرور حاصل کرنا چاہئے۔اس طرح کہ خود بھی سنت پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی رغبت دلاوے مگر لڑائی جھگڑے سے بہت بچنا چاہئے جہاں کوئی فتنہ محتمل ہو وہاں فقط خود عمل کرلے اور دوسروں سے کچھ نہ کہے۔اور جہاں کوئی فتنہ نہ ہو دوسروں کو بھی خوب رغبت دلاوے''۔(بہشتی زیور حصہ ۶ ص ۵۱۵)

۸۵۔ محبوب العلماء والصلحاء حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی مدظلہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''یہ بدعت اتنی بری چیز ہے کہ بدعتی کو حقیقت حال بھی آسانی سے سمجھ نہیں آتی۔آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایک آدمی میرے پاس آیا۔اسے بدعت کی حقیقت سمجھائی گئی،لیکن وہ پھر بھی یہی کہے جارہا تھا کہ جی کیا حرج ہے؟ بدعت ایسی قبیح چیز ہے کہ اس کی نحوست متعدی مرض کی طرح ہے۔اس لئے بدعتی کو آتا دیکھو تو راستہ بدل دو۔حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ جس شہر میں بدعتی رہتا ہو اس شہر سے بھاگو۔یاد رکھیں! اگر کہیں کوئی نئی بدعت پیدا کردی جائے تو کوئی سنت ضرور اٹھادی جائے گی اور پھر وہ سنت قیامت تک کے لئے اپنانی مشکل ہو جائے گی۔اب وہ بدعتی آدمی برابر رٹ لگائے جارہا تھا کہ جی کیا حرج ہے؟ فقیر نے پوچھا: آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے نام بتایا۔پھر فقیر نے سب دوستوں کو مخاطب کرکے عرض کیا کہ آج سے فلاں آدمی کے نام کے ساتھ بے وقوف کا لفظ بھی پکارا کرو۔پھر تو وہ بڑا پریشان ہوا۔فقیر نے عرض کیا کہ اس میں کیا حرج ہے؟ پھر اس کی عقل ٹھکانے آئی کہ محبوب ﷺ کی سنت کے ساتھ کوئی اور دم چھلا نہیں لگانا چاہئے''۔(حالات فقیر ص ۳۲۲)

۸۶۔ آپ کو ایک آدمی سمندری کے علاقے میں ملا اور بتایا کہ میرے ماں باپ ایک بدعتی پیر سے بیعت ہیں۔وہ پیر مجھ سے بھی کہتا ہے کہ بیعت ہوجاؤ،مگر میرا دل نہیں مانتا۔وہ پیر کہتا ہے: گو میں ناپاک سہی،لیکن دوزخ کی آگ بجھانے کے لئے میرا پیشاب ہی کافی ہے۔آپ نے اسے اصل باعمل اور بدعتی پیر کے بارے میں فرق سمجھایا:

''بھئی! آپ کے سامنے ایک دودھ کا پیالہ ہے اور ایک پیشاب کا پیالہ ہے، بتاؤ!

کون سا پیالہ پسند کرو گے؟ اب یہ پہچان کرنا تو انسان کا کام ہے کہ وہ اصل اور نقل کی پہچان کیسے کرتا ہے۔ پھر اسے کھرے کھوٹے میں فرق کرنا آئے گا۔ بدعتی پیر اسی طرح کے جال پھیلا کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ سنت وشریعت کی مکمل اتباع کرنے والا ہی اصل پیر ہوتا ہے جب وہ سنت کو چھوڑ دیتا ہے اس سے بچنا اور اصل پیر کی تلاش کرنا ہی بہتر ہوتا ہے''۔ (حالات فقیر ص۳۲۳)

۸۷۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''جس پر امت متفق ہے اس کے مطابق اپنے عقیدے کو ٹھیک کرے اس سے ہٹ کر کوئی بات ہوگی تو اس راستے کی رکاوٹ ہوگی۔ چنانچہ بدعتی سالک جتنی بھی ٹکریں مارتا پھرے اس کو اللہ کا وصل نصیب نہیں ہوسکتا۔ چونکہ ہر بدعت ضلالت ہے، اور کل ضلالة فی النار (ابن ماجہ اص۳۹) (بعد چند سطور) احتیاط کا راستہ ہے، ان کو جہاں بدعت کا شبہ پڑتا ہے وہ اس عمل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ہمارے اکابر کو جزائے خیر عطا فرمائے''۔ (مدارج السلوک ص۲۵)

۸۸۔ عالم ربانی، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اگر ایک شخص سے کوئی مرید ہوا اور پھر معلوم ہوا کہ وہ پیر بدعتی ہے اور کسی وجہ سے قابل بیعت کرنے کے نہیں ہے تو اس کی بیعت کا فسخ کرنا واجب ہے اگر بیعت کو فسخ نہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ حدیث میں آیا ہے المرء مع من احب سو اگر بدعتی سے محبت کرے گا اس کے ہی ساتھ ہو جاوے گا اور بدعتی سے محبت حرام ہے''۔ (ارشادات گنگوہی ص۱۵۶)

۸۹۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے جبکہ دوسری جگہ متبع سنت امام موجود ہے''۔ (ارشادات گنگوہی ص۲۲۱)

۹۰۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ ارقام فرماتے ہیں کہ:

''کیمیائے سعادت میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی تفسیر تین شخصوں پر ظاہر نہیں ہوتی۔اول وہ جو علوم عربیہ سے واقف نہ ہو۔دوسرے وہ شخص جو کسی کبیرہ پر مصر ہو یا بدعتی ہو کہ اس گناہ اور بدعت کی وجہ سے اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے معرفت قرآن سے قاصر رہتا ہے۔تیسرے وہ شخص کہ کسی اعتقادی مسئلہ میں ظاہر کا قائل ہو اور کلام اللہ کی جو عبارت اس کے خلاف ہو اس سے طبیعت اچٹتی ہو،اس شخص کو بھی فہم قرآن سے حصہ نہیں ملتا۔**اللھم احفظنا منھم**''۔(فضائل اعمال ص۲۲۲)

۹۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ فرماتے ہیں:

''پھر آگے جن چیزوں سے گمراہی کے امکانات ہو سکتے تھے،آپ ﷺ نے ان کی جڑیں بتادیں اور فرمایا **شر الامور محدثاتھا و کل بدعة ضلالة** اس روئے زمین پر بدترین کام وہ ہیں جو نئے نئے طریقے دین میں ایجاد کئے جائیں۔حدیث میں بدترین کام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے،اس لئے کہ بدعت ایسی چیز ہے جو ظاہری گناہوں اور ظاہری فسق وفجور سے بھی بدترین ہیں۔اس لئے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو گا وہ ان ظاہری گناہوں کو برا سمجھے گا،کوئی بھی مسلمان اگر کسی گناہ میں مبتلا ہے،شراب پیتا ہے،بدکاری کرتا ہے،جھوٹ بولتا ہے،غیبت کرتا ہے،اس سے اگر پوچھا جائے کہ یہ کام تمہارے خیال میں کیسے ہیں؟ جواب میں یہی کہے گا یہ کام ہیں تو برے لیکن کیا کروں میں مبتلا ہو گیا ہوں۔اور اگر وہ ان گناہوں کو برا سمجھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو کبھی نہ کبھی توبہ کی توفیق بھی عطا فرمادیں گے۔لیکن بدعت یعنی جو چیز دین میں نئی ایجاد کی گئی ہے اس کی خاصیت یہ ہے کہ جو شخص اس میں مبتلا ہوتا ہے وہ اس کو برا نہیں سمجھتا، وہ سمجھتا ہے کہ یہ بہت اچھا کام ہے۔اور اگر دوسرا کوئی اس سے یہ کہے کہ یہ بری بات ہے تو اس سے بحث ومباحثہ اور مناظرہ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے کہ اس میں کیا خرابی ہے؟ جب ایک شخص گناہ کو گناہ اور برائی کو برائی سمجھتا ہی نہیں تو وہ اس کے نتیجے میں گمراہی میں اور زیادہ پختہ ہوتا جاتا ہے۔اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا **شر الامور** جس کے معنی ہیں کہ جتنے برے کام ہیں ان میں سب سے بدتر کام بدعت ہے،یعنی جو شخص دین میں نیا طریقہ ایجاد کرلے جو رسول اکرم ﷺ اور صحابہ

کرامؓ کے طریقے سے مختلف ہو وہ بدعت ہے۔ پھر آگے اس کی وجہ بھی بتادی کہ کل بدعة ضلالة یعنی ہر بدعت گمراہی ہے، لہٰذا جو شخص بدعت کے اندر مبتلا ہے وہ لازماً گمراہی کے اندر مبتلا ہے''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۶)

۹۲۔ فرماتے ہیں:

''یاد رکھیں! ایک عملی کوتاہی ہوتی ہے اور ایک اعتقادی۔ عملی کوتاہی تو یہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی گناہ کو گناہ سمجھتا ہے مگر بتقاضائے بشریت اس سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ اور اعتقادی گمراہی یہ ہوتی ہے کوئی شخص کسی ناحق بات کو حق اور گناہ کو ثواب سمجھ رہا ہے، پہلی چیز یعنی عملی کوتاہی کا مداوا تو آسان ہے کہ کبھی نہ کبھی توبہ کرلے گا تو معاف ہو جائے گی۔ لیکن جو شخص گناہ کو ثواب سمجھ رہا ہو اس کی ہدایت بہت مشکل ہے۔ اسی لئے فرمایا بدترین گناہ بدعت کا گناہ ہے۔ اسی لئے حضرات صحابہ کرامؓ بدعت سے اتنا بھاگتے تھے کہ کوئی حد نہیں''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۸)

۹۳۔ فرماتے ہیں:

''بدعت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ آدمی خود دین کا موجد بن جاتا ہے۔ جبکہ دین کا موجد صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔ لیکن بدعت کرنے والا خود دین کا موجد بن جاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ دین کا راستہ میں بنا رہا ہوں اور وہ در پردہ دعویٰ کرتا ہے کہ نعوذ باللہ جو میں کہوں وہ دین ہے، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جو راستہ بتایا اور جس پر صحابہ کرامؓ نے عمل کیا میں ان سے بڑھ کر دین دار ہوں اور میں دین کو ان سے زیادہ جانتا ہوں، تو یہ شریعت کی اتباع نہیں اپنی خواہش نفس کی اتباع ہے''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۸)

۹۴۔ فرماتے ہیں:

''آپ نے سنا ہوگا کہ ہندو مذہب میں کتنے ہی لوگ گنگا کے کنارے اللہ کو راضی کرنے کے لئے ایسی ایسی ریاضتیں اور ایسی ایسی محنتیں کرتے ہیں جس کو دیکھ کر انسان حیران ہو جاتا ہے۔ کوئی آدمی اپنا ہاتھ بلند کر کے سالہا سال تک اسی طرح کھڑا ہے ہاتھ نیچے نہیں کرتا، کسی

آدمی نے سانس کھینچا ہوا ہے اور گھنٹوں تک حبس دم کر رہا، اگر اس سے پوچھا جائے کہ تو یہ کام کیوں کر رہا ہے؟ تو وہ جواب دے گا کہ یہ میں اس لئے کر رہا ہوں کہ میرا اللہ راضی ہو جائے، اب چاہے وہ اللہ کو بھگوان کا نام دے یا کچھ اور کہے لیکن اس کے اس عمل کی کوئی قیمت نہیں۔ حالانکہ بظاہر اس کی نیت اپنے اللہ کو راضی کرنے کی وجہ سے درست معلوم ہوتی ہے لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ کو راضی کرنے کا جو طریقہ اس نے اختیار کیا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا نہیں بلکہ وہ طریقہ اس نے اپنے دل و دماغ سے گھڑ لیا ہے، اس واسطے اللہ کے یہاں اس کا کوئی عمل قبول نہیں۔ ایسے اعمال کے بارے میں قرآن کریم کا واضح ارشاد ہے۔ **وقدمنا الی ماعملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا** ایسے لوگ جو عمل کرتے ہیں ہم ان کے عمل کو اس طرح اڑا دیتے ہیں جیسے ہوا میں اڑائی ہوئی مٹی اور گرد و غبار۔ انہوں نے عمل کیا اکارت گیا محنت بھی کی لیکن بے کار گئی''۔ (اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۹)

۹۵۔ فرماتے ہیں کہ:

''کتنے پیارے اور شفقت بھرے انداز سے قرآن کریم نے فرمایا **قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا** (سورۃ کہف آیت ۱۰۳، ۱۰۴) قرآن مجید نبی کریم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ لوگوں سے کہیں کہ کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس دنیا میں سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کا عمل اس دنیا میں اکارت ہو گیا۔ جنہوں نے بہت محنت کی، تکلیفیں اٹھائیں اور وقت بھی خرچ کیا لیکن وہ سارا کا سارا کام اکارت ہو گیا اور وہ دل میں یہ سمجھ رہے ہیں کہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اور وہ اس لئے خسارے میں ہیں کہ جو فاسق و فاجر یا کافر تھا اس نے کم از کم دنیا میں تو عیش کر لی، اس کی آخرت گئی سو گئی لیکن دنیا میں تو عیش کر گیا۔ اور یہ اپنی دنیا بھی خراب کر رہا ہے، محنت بھی اٹھا رہا ہے اور آخرت بھی بگاڑ رہا ہے، کیونکہ وہ طریقہ اختیار کئے ہوئے ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے نہیں بتایا۔ اس لئے بدعت کے بارے میں فرمایا **شر الامور** سارے کاموں میں بدترین کام ہے کیونکہ آدمی محنت تو کرتا ہے

لیکن اس کے نتیجے میں حاصل کچھ نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمارے دلوں میں یہ بات بٹھادے کہ دین اصل میں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کا نام ہے، اپنی طرف سے کوئی بات گھڑنے کا نام دین نہیں ہے''۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص۱۰)

۹۶۔ فرماتے ہیں:

''غرض سارا معاملہ اتباع کا ہے، ہم نے اپنے پاس سے جو طریقہ اختیار کرلیا کہ فلاں عبادت اس طرح ہوگی اور فلاں اس طرح ہوگی، یہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول ہوں گی۔اس لئے فرمادیا **کل بدعة ضلالة** کہ ہر بدعت گمراہی ہے''۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص۱۸)

۹۷۔ فرماتے ہیں:

''سرکار دوعالم ﷺ اس حدیث کے اندر جہاں ہمیں اس بات سے ڈرا رہے ہیں کہ دشمن کا لشکر صبح یا شام تم پر آیا چاہتا ہے، تو وہاں ساتھ ساتھ آئندہ کی گمراہیوں سے بچنے کے لئے یہ جملہ ارشاد فرمایا کہ بدترین چیزیں محدثات ہیں۔یعنی وہ چیزیں جو انسانوں نے اپنی طرف سے گھڑ لی ہیں اور انہیں دین کا حصہ بنادیا ہے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے یہ طریقہ نہیں بتایا۔لہٰذا اس سے پرہیز کرو ورنہ یہ چیز گمراہی کی طرف لے جائے گی''۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص۲۳)

۹۸۔ فرماتے ہیں:

''آپ ﷺ کا ارشاد ہے **من ترک مالا فلاھلہ ومن ترک دینا او ضیاعا فالی علی** میں صرف دین کے معاملہ میں تمہارا خیر خواہ نہیں ہوں بلکہ دنیا کے معاملہ میں بھی تمہارا خیر خواہ ہوں، اگر کوئی شخص مال چھوڑ کر گیا ہے تو وہ میراث اس کے گھر والوں کے لئے ہے اور شریعت کے مطابق وہ میراث آپس میں تقسیم کرلیں۔لیکن اگر کوئی شخص اپنے اوپر قرضہ چھوڑ گیا اور ترکہ میں اتنا مال نہیں ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے یا ایسی اولاد چھوڑ گیا جس کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں ہے تو وہ قرضے اور اولاد میرے پاس لے آؤ، میں زندگی بھر کفالت کروں گا۔میں جو

کچھ تمہیں کہہ رہا ہوں وہ خیر خواہی کے لئے کہہ رہا ہوں، تم سے کوئی پیسے اور اجرت کا مطالبہ نہیں ہے۔ جیسا کہ پیچھے گزر اتھا کہ میں تمہاری کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں جہنم سے روکنا چاہتا ہوں اور تم گرے جا رہے ہو۔ میں تمہیں بچا رہا ہوں کہ خدا کے لئے ان گناہوں سے بچ جاؤ اور ان بدعتوں سے بچ جاؤ تا کہ تم اس عذاب سے جہنم سے نجات پالو‘‘۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص۲۴)

۹۹۔ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’حضرت والد صاحب قدس اللہ سرہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرات صحابہ کرامؓ دین کے سیانے ہیں، اب اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں دین میں ان سے زیادہ سیانا ہوں یعنی جن کاموں کو انہوں نے نہیں کیا یا ضروری نہیں سمجھا، میں ان کو ضروری سمجھتا ہوں تو حقیقت میں وہ باؤلا اور احمق ہے۔(چند سطور بعد) یہ بات اگر ذہن میں رہے تو برے خیالات خود بخود دور ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بدعت سے اجتناب کی توفیق عطا فرمائے اور دین کی صحیح فہم عطا فرمائے۔ آمین‘‘۔(اصلاحی خطبات، بدعت ایک گمراہی ص ۳۸)

علاوہ ازیں عوام میں وہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ روز محشر حوض کوثر پر ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کچھ امتیوں کو جام کوثر پلانا چاہیں گے مگر فرشتے ان کو روک لیں گے، تب استفسار پر بتایا جائے گا کہ یہ بدعتی ہیں۔ یعنی ان کو جام کوثر سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔

تمام مخلوقات میں سب سے رفیع شان ہستی نبی جی ﷺ کی ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ رب العزت نے اپنا محبوب بنایا اور قرب کا وہ مقام عطا فرمایا جس کی ہوا بھی کسی دوسرے کو نہیں لگی۔ جس کو جو ملا آپ ﷺ کے واسطہ سے ملا۔ ایسی ہستی کے مقابلہ اور مخالفت کا انجام دردناک ہے اور خوفناک تباہی ہے، اگر ان کا کلمہ پڑھا ہے تو انہی کا ہو کے رہ۔ اپنی انانیت اور خودسری چھوڑ دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام مسلمانوں کو ہر بدعت سے بچا کر مبارک سنتوں کا ظاہراً و باطناً کامل متبع بنائے، کیونکہ **لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ**

وآخردعواناان الحمدللّٰہ رب العالمین

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّ
عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَامُحَمَّدٍوَّبَارِکْ
وَسَلِّمْ